عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۳ • شمارہ نمبر : ۱
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کی
تیرھویں جلد کا آغاز

اسلام میں پردے کی اہمیت

سائنسی علوم قرآن مجید کے آئینے میں

جینے کا سلیقہ

مرزا قادیانی کے ابّے سے ملیئے

پاکستان میں ٹیلی ویژن کے قیام کا مقصد کیا تھا؟ پردہ اٹھتا ہے

مرزائی اور عقیدۂ توحید و ختم نبوت

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

O'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوت
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۱ ● بتاریخ ۱۵ ذی الحجہ تا ۲۱ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ ● بمطابق ۲۷ مئی تا ۲ جون ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱ : نظم ــــــــ ۳
۲ : اداریہ ــــــــ ۵
۳ : جینے کا سلیقہ ــــــــ ۷
۴ : سائنسی علوم کے آئینے میں قرآن مجید ــــــــ ۸
۵ : اسلام میں پردے کی اہمیت ــــــــ ۱۰
۶ : پاکستان میں ٹیلی ویژن کے قیام کا مقصد کیا تھا؟ ــــــــ ۱۱
۷ : دنیا میں صبر کی برکتیں ــــــــ ۱۴
۸ : طب و صحت : شیرازی قہوہ ــــــــ ۱۵
۹ : انسداد توہین رسالت کے قانون میں ترمیم ــــــــ ۱۶
۱۰ : مرزائی اور عقیدہ توحید و ختم نبوت ــــــــ ۱۸
۱۱ : مرزا قادیانی کے اپنے سے ملیئے ــــــــ ۱۹
۱۲ : جمیل الدین عالی اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ــــــــ ۲۳
۱۳ : دار العلوم بری انگلینڈ کا تعارف ــــــــ ۲۴

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

تزئین
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات، انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر : عبدالرحمٰن باوا ○ طابع : سید شاہد حسن ○ مطبع : القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت : ۱۰۳ پریزرڈ لائن کراچی

تیرہویں جلد کے آغاز پر خصوصی نظم

نبوت کے چمن کی تازگی ختمِ نبوت میں ہے

ڈاکٹر مبارک بقاپوری

پیام امن صلح و آشتی ختم نبوت ہے
نبوت کے چمن کی تازگی ختم نبوت ہے

وہ ناموس نبی ؐ کے واسطے نعرہ بخاری ؒ کا
جہاں میں گونج اسی آواز کی ختم نبوت ہے

شرف شیخ المشائخ کی امارت کا ملا جس کو !
چلی تحریک جو سب سے بڑی ختم نبوت ہے

وہ عالم یوسف لدھیانوی مشہور عالم میں
انہی کے ہی تو زیر رہبری ختم نبوت ہے

یہ بارہ سال سے ٹکرا رہا زندیقیوں سے ہے
رہ باطل میں سیل راستی ختم نبوت ہے

اندھیرے چار سو بہروپئے پھیلا رہے تھے یاں
ہوئی ہے جس سے ہر سو روشنی، ختم نبوت ہے

ہوئے مفرور چیلے سب نبی باطل نبوت کے
تعاقب میں غنیم تیرگی ختم نبوت ہے

سبھی پہ عالم اسلام کی خدمات روشن ہیں
مسلمان کیلئے کب اجنبی ختم نبوت ہے

جریدے خدمت دیں میں جو بھی مصروف ہیں ان میں
نمایاں کس قدر امسال بھی ختم نبوت ہے

مبارک کر دیا فولاد کمزوروں کے ایمان کو
بظاہر دیکھنے میں کاغذی ختم نبوت ہے

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ
شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ
محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

ہفت روزہ ختم نبوت کی

تیرہویں جلد کا آغاز

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کا سورج قادیانیوں کی موت کا سامان لے کر طلوع ہوا تھا یہ وہ دن تھا جس دن قادیانیوں کے موجودہ بھگوڑے پیشوا مرزا طاہر کی قیادت میں ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر قادیانی غنڈوں اور بدمعاشوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے نہتے طلباء پر ہاکیوں' ڈنڈوں اور ہنٹروں سے اس وقت حملہ کیا جب وہ بذریعہ چناب ایکسپریس پشاور سے ملتان واپس جا رہے تھے۔ ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے ملتان سے پشاور جاتے ہوئے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر اپنی غیرت ایمانی کا مظاہرہ کر کے اور سرکار دو عالم تاجدار ختم نبوت حضرت محمدؐ سے اپنی قلبی لگاؤ کا اظہار کرتے ہوئے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے تھے۔ ان نعروں کی گھن گرج سے قادیانیوں کے سینوں پر سانپ لوٹ گئے اور انہوں نے پشاور سے واپسی پر ان طلباء سے بدلہ لینے کا پروگرام بنایا۔

چنانچہ جوں ہی گاڑی ربوہ اسٹیشن پر پہنچی تو پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت طلباء پر حملہ کر دیا اور انہیں مار مار کر لہولہان کر دیا۔ گاڑی کو کافی دیر روکے رکھا اور جب تک گاڑی کھڑی رہی قادیانیوں کے حملے جاری رہے ان میں سے بعض طلباء تو شدید زخمی ہوئے۔ یہ وہ دور تھا جب ربوہ میں پاکستان کی حکومت نہیں تھی بلکہ قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ کی حکومت چلتی تھی وہاں کسی مسلمان کو داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی اگر کوئی غلطی سے داخل بھی ہو جاتا تو حکومت ربوہ کی انٹیلی جنس اس کے تعاقب میں لگ جایا کرتی تھی۔ آج اگر ربوہ کی سرزمین کی کھدائی کی جائے تو اس کے نیچے سے سینکڑوں مسلمانوں کی لاشیں برآمد ہوں گی۔

کہتے ہیں کہ گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ قادیانیوں کا نشتر میڈیکل کالج کے نہتے طلباء پر حملہ ان کی مذہبی اور سیاسی موت ثابت ہوا کیونکہ اس حملہ کے نتیجے میں ۷۴ء کی تحریک ختم نبوت شروع ہو گئی سب سے پہلے اس حملہ کی اطلاع فیصل آباد پہنچی تو ہزاروں کی تعداد میں فیصل آباد سے شمع ختم نبوت کے پروانے ریلوے اسٹیشن پر جمع ہو گئے جہاں ان کی قیادت تحریک کے عظیم مجاہد اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممتاز رہنما حضرت مولانا تاج محمود صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی۔ جوں ہی ٹرین فیصل آباد آ کر رکی تو عوام میں زبردست اشتعال پھیل گیا اور فضاء نعرہ تکبیر اللہ اکبر' تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد اور قادیانیت مردہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ زخمی طلباء کی مرہم پٹی کی گئی اس طرح فیصل آباد سے ۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ فوری طور پر تمام مکاتب فکر (جن میں دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث اور شیعہ حضرات بھی شامل تھے) کا اجلاس بلا کر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی جس کے قائد محدث العصر حضرت علامہ مولانا محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ اور جنرل سکریٹری علامہ محمود احمد رضوی مقرر ہوئے۔

یہ عظیم الشان تحریک ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سے شروع ہوئی اور ۷ ستمبر کو اختتام پذیر ہوئی۔ ۷ ستمبر کی تاریخ کو آنے والا مورخ سنہری حروف سے لکھے گا کیونکہ یہی وہ تاریخ ہے جس سے ۲۹ مئی کو چلنے والی تحریک کے نتیجے میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ مرزا ناصر کو اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت دی گئی جو وہ دلیلیں پیش کرتا تھا ان کا دندان شکن جواب ملا اور جو دلیلیں یا سوالات اس سے کئے جاتے تو وہ فبھت الذی کفر کا مصداق بن جاتا۔ اس تحریک میں شہید ہونے والوں کی تعداد گو زیادہ نہیں پھر بھی ان کی تعداد جتنی بھی ہے تحریک کی کامیابی انہی شہداء ختم نبوت کی قربانیوں کا نتیجہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر جان دینے والوں کے بارے میں ہی کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

اے جان دینے والو! محمدؐ کے نام پر
ارفع بہشت سے بھی تمہارا مقام ہے

شہداء ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تحریک ختم نبوت ۷۴ء کی یاد کو زندہ و تابندہ رکھنے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ فتنہ قادیانیت کے تعاقب اور ان کی ظاہری و خفیہ

سازشوں کو بے نقاب کرنے اور عوام الناس کو ان کی اصل حقیقت کو آگاہ کرنے کے لئے "ختم نبوت" کے نام سے ایک ہفتہ وار رسالہ کی اشد ضرورت تھی۔ اس سلسلہ میں بھٹو دور حکومت میں ہی جناب الحاج عبدالرحمان باوا صاحب نے ڈیکلریشن داخل کیا لیکن بھٹو حکومت ہی نہیں سابقہ حکومتیں بھی ختم نبوت کے مقدس نام سے الرجک تھیں' مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں بھی کوشش ہوئی لیکن سی آئی ڈی اور کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں کی وجہ سے کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں بھی درخواست دی گئی لیکن وہ درخواست بھی مرزائی سازشوں کا شکار ہو گئی اور رسالہ شائع کرنے کی اجازت نہ مل سکی۔ اس مسئلہ پر پورے ملک میں احتجاج ہوا جمعہ کے اجتماعات میں قرار دادیں پاس کی گئیں جن میں رسالہ کا ڈیکلریشن دینے کا مطالبہ کیا گیا خطوط اور محضرنامے بھی بھیجے گئے لیکن ڈھاک کے وہی تین پات چوتھے کی آس نہیں یہ مطالبہ پورا نہیں کیا گیا۔

اسی اثناء میں جناب محترم راجہ محمد ظفر الحق صاحب وفاقی وزیر اطلاعات مقرر ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری" اور مبلغ ختم نبوت اسلام آباد حضرت مولانا عبدالروف صاحب الازہری نے جناب راجہ صاحب سے ملاقات کی اور ان کے سامنے رسالہ کے ڈکلریشن کا مسئلہ رکھا اور عرض کیا کہ راجہ صاحب یہ بات آپ کے لئے سعادت اور اخروی نجات کا باعث ہو گی اگر آپ ختم نبوت کے نام سے رسالہ شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمادیں گے سب رپورٹیں مخالفت میں ہیں جناب راجہ صاحب نے فائل منگوائی اور مخالفانہ رپورٹوں کے باوجود یہ کہہ کر پرچے کا ڈیکلریشن منظور کر لیا کہ میں یہ اپنے لئے باعث سعادت سمجھ کر منظور کر رہا ہوں اس طرح رسالہ کا ڈیکلریشن منظور ہو گیا۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ

اب رسالہ پوری آب و تاب کے ساتھ پابندی اوقات کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ زیر نظر شمارہ سے ہفت روزہ کی تیرھویں جلد کا آغاز ہو رہا ہے۔ پاکستان میں شائع ہونے والے دینی رسالوں میں ہفت روزہ ختم نبوت سب سے زیادہ شائع ہوتا ہے اور پوری دنیا میں اس کے قارئین کا حلقہ موجود ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو قائم و دائم رکھے' اندرونی و بیرونی دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔ یہاں اس بات کا تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہفت روزہ ختم نبوت عالمی مجلس مجلس تحفظ ختم نبوت کا انٹرنیشنل ترجمان ہے۔ مجلس کا پلیٹ فارم ایک متحدہ اور مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ جس پر تمام مکاتب فکر کے علماء بخوشی جمع ہوتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا سب سے بڑا کارنامہ' جس پر پوری دنیا کے مسلمانوں کو فخر ہے' قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا ہے۔ جب سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے ہیں' اس وقت سے ہی انہوں نے اپنی اشتعال انگیزیوں' دہشت گردیوں' تخریب کاریوں اور تبلیغ میں کچھ زیادہ ہی سرگرمی دکھانا شروع کر دی ہے لیکن الحمد اللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی ان کا ہر محاذ پر وسائل کی کمی کے باوجود مقابلہ کر رہی ہے۔ پہلے عالمی مجلس کا دائرہ کار صرف اندرون ملک تک محدود تھا' اب:

(۱) بیرونی دنیا میں بھی مراکز قائم کئے جا رہے ہیں' عالمی مجلس کے وفود اور مبلغین وہاں پہنچ کر ان کی سازشوں کو ناکام بنا دیتے ہیں۔

(۲) قادیانیوں نے روس سے آزادی حاصل کرنے والی نئی آزاد ریاستوں میں سازشیں شروع کیں۔ عالمی مجلس کے وفود وہاں گئے ان کی سازشوں کو ناکام بنایا۔ ابتدائی طور پر مبلغ کا تقرر کیا اور کئی لاکھ قرآن مجید شائع کر کے وہاں تقسیم کئے۔

(۳) پہلے عالمی مجلس کی طرف سے اردو میں رد قادیانیت پر چھوٹے چھوٹے کتابچوں کی صورت میں لٹریچر شائع ہوتا تھا' اب دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ رد قادیانیت پر ضخیم کتابیں جیسے "تحفہ قادیانیت" مصنفہ محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ منظر عام پر آچکی ہیں۔

(۴) مجلس کی طرف سے کتابچے بلا کسی قیمت پر مہیا کئے جاتے ہیں۔ اندرون و بیرون ملک سے لٹریچر فراہم کرنے کے جو خطوط آتے ہیں یا جہاں مجلس ضرورت سمجھتی ہے' وہاں فوری طور پر لٹریچر مہیا کیا جاتا ہے' بیرون ملک جانے والے صرف ایک بنڈل پر ہزاروں روپے خرچ آتا ہے۔

(۵) اندرون ملک تقریباً" تمام بڑے شہروں میں عالمی مجلس کے اپنے ذاتی دفاتر موجود ہیں' جہاں ہمہ وقتی کارکن جماعتی کاموں میں مصروف ہیں۔

(۶) اس وقت ڈیڑھ درجن سے زائد دینی مدارس مجلس کے زیر انتظام چل رہے ہیں' جہاں مقامی و بیرونی طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں' بیرونی طلباء کے قیام و طعام اور جملہ اخراجات عالمی مجلس ادا کرتی ہے۔

(۷) صدیق آباد (ربوہ) قادیانیوں کا مرکز ہے' وہاں مسلم کالونی میں ختم نبوت کا بہت بڑا مرکز ہے' جہاں مدرسہ ختم نبوت کے علاوہ عظیم الشان جامع مسجد ہے' مبلغین اور منتظمین موجود ہیں بیرونی طلباء کی کثیر تعداد بھی مقیم ہے دوسرا مرکز جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن پر واقع ہے' جو (صدیق آباد) ربوہ کے عین قلب میں ہے۔ ان دونوں مراکز میں درس قرآن مجید کے علاوہ باہر سے آنے والے علماء کرام بھی تقریریں کرتے ہیں۔

(۸) مسلم کالونی میں ہر سال عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے' جس میں بیرونی ممالک سے علماء کرام اور دانشور حضرات کے علاوہ پاکستان سے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام شرکت کرتے ہیں۔

(۹) عالمی مجلس کے زیر اہتمام دو ہفت وار رسالے شائع ہوتے ہیں' ان میں ہفت روزہ ختم نبوت پوری دنیا میں پابندی کے ساتھ پہنچ رہا ہے اور فتنہ قادیانیت کے بخیے ادھیڑ رہا ہے۔

(۱۰) تربیت یافتہ مبلغین کی ایک جماعت پاکستان اور بیرون پاکستان عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں مصروف ہے۔ جہاں سے بھی قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کی اطلاع ملتی ہے' مبلغین کی ٹیم جماعتی خرچ پر وہاں پہنچ جاتی ہے۔ قادیانی اشتعال انگیزیوں کا نوٹس لیتی ہے اور عوام الناس کو قادیانیوں کے ارتدادی نظریات' ملک دشمن عزائم اور گمراہ کن عقائد سے آگاہ کرتی ہے۔

قارئین ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں جماعت کی شاخیں قائم کریں' دفاتر کھولیں' جماعت کے مرکزی دفتر سے لٹریچر منگوا کر علاقے میں تقسیم کریں اور ہفت روزہ ختم نبوت کی اشاعت و ترقی میں بھرپور حصہ لیں۔

جینے کا سلیقہ

"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرنا گویا ایک پردیسی ہو یا یوں جیسے راہ چلتے مسافر ہو" بخاری

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں ایک خصوصیت من حیث الجماعت پائی جاتی ہے کہ ان کی نگاہ میں حضور اکرم ﷺ کی ذات محبوب کی حیثیت رکھتی تھی اور محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ محبوب کی ہر ادا سے محبت ہوتی ہے وہ اپنے محبوب کی ہر ادا پر قربان ہوتے تھے اسی کا اثر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ بات بیان کرتے وقت اختیار کیا ہوتا۔ اس حدیث پاک میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور اکرم ﷺ سے سنی ہوئی بات کرتے وقت اس خاص ہیئت اور انداز کا بھی ذکر فرمایا۔ کسی کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کے یا پکڑ کے کسی سے کچھ کہنا حقائق کا اظہار کرتا ہے۔ مثلاً

جو بات کی جارہی ہے وہ نہایت اہم ہے

اس کا تقاضہ یہ ہے کہ نہایت غور سے سنی جائے

اسے محض سن لینا کافی نہیں بلکہ اسے اپنانا اور پھیلانا بھی ضروری ہے

جس سے یوں بات کی جارہی ہے اس پر نہایت شفقت کا اظہار ہے

دین کی تبلیغ کے لئے مشفقانہ انداز اختیار کرنا ضروری ہے

اب اصل بات کی طرف آیئے ادب کی دنیا میں تشبیہ یا مثال کا اپنا ایک خاص مقام اور خاص مقصد ہوتا ہے خواہ وہ نثر کی صورت میں ہو یا شعر ہو۔ مگر انبیاء کا انداز بیان شاعرانہ نہیں ہوتا کیونکہ شعر کی جان ہے تخیل اور مبالغہ اور انبیاء تو حقائق آشنا ہوتے ہیں اور حقیقت شناس بناتے ہیں اس لئے ان کے بیان میں اگر یہی ادبی صنعت یعنی تشبیہ آجائے تو اس سے مقصد بھی حقیقت سے قریب کرنا ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس حیات ناپائیدار میں زندگی بسر کرنے کا طریقہ و سلیقہ سکھاتے ہوئے پہلی بات یہ فرمائی کہ یہاں یوں رہو جیسے تم پردیس میں رہتے ہو اب ذرا پردیس کی زندگی کی حقیقت پر غور کیجئے آپ کو کتنے حقائق کا علم ہوجائے گا مثلاً۔

آدمی پردیس میں یوں رہتا ہے کہ اس کا جسم تو پردیس میں ہوتا ہے مگر اس کا قلب اس کا دماغ اس کا خیال وطن میں بسا رہا ہوتا ہے۔

وہ پردیس میں اپنے قیام کے لئے صرف اس قدر اہتمام کرتا ہے کہ بس آرام سے دن گزار سکے۔

وہ پردیس میں کم سے کم خرچ کرتا ہے اور زیادہ سے زیادہ بچاتا ہے تاکہ اس بچت سے اپنے وطن میں اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے زیادہ سے زیادہ آرام اور عیش کا سامان حاصل کرسکے۔

وہ پردیس میں عیاشی کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا کیونکہ وہاں عیاشی کرکے خالی ہاتھوں وطن لوٹنا اسے ہرگز گوارا نہیں ہوتا۔

وہ خوب محنت سے کام کرتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ کمائے اور زیادہ سے زیادہ بچت کرسکے بلکہ وہ اوور ٹائم لگانے میں بڑا

پروفیسر حافظ عبدالرزاق صاحب

حریص ہوتا ہے کیونکہ اسے دوچند معاوضہ ملتا ہے۔

پردیس کی ہر اس چیز پر اس کی نگاہ ہوتی ہے جو اسے وطن میں کام آسکے چنانچہ وہ ہر ایسی چیز حاصل کرنے میں بڑا حریص ہوتا ہے۔

وہ پردیس میں کسی سے انتہائی درجے کی محبت نہیں کرتا کہ جدا ہوتا ہے بعد اس کے اس کی یاد ستاتی رہے یا اسے پریشانی ہو۔

وہ پردیس میں کسی سے دشمنی بھی مول نہیں لیتا بلکہ کسی سے کوئی تکلیف بھی پہنچے تو درگزر کرلیتا ہے کہ بھئی چند دن کی بات ہے آج نہیں تو کل چلا جانا ہے۔

یہ وہ باتیں ہیں جو عموماً ہر شخص کو پیش آتی ہیں جسے کچھ عرصہ میں پردیس میں دن گزارنے کا موقع ملے ان کے علاوہ بھی اسی قسم کے کئی تجربات ہوسکتے ہیں جو مختلف لوگوں کو مختلف مقامات پر پیش آسکتے ہیں مگر ان سب میں ایک قدر مشترک یہ ہوگی کہ عارضی مقابلے میں پائیدار پر نگاہ اس کی رہے گی۔

اب حضور ﷺ کے ارشاد پر غور کیجئے کہ ایک مومن کو دنیا میں رہنے کا جو سلیقہ سکھایا جارہا ہے اس کے تقاضے کیا ہیں؟ یہی نا کہ تمہارا جسم اس دنیائے ناپائیدار میں ہے مگر تمہارا دل اپنے اصلی وطن میں ہونا چاہئے تمہارے ذہن میں تمہارے خیال میں وطن کی یاد اچھی طرح بسی رہے یہاں رہنے بسنے کے لئے بس اتنا اہتمام کرو کہ زندگی آرام سے گزر سکے۔ کوٹھیوں پر کوٹھیاں اور بنگلوں پر بنگلے بناتے رہنے میں اپنے آپ کو کھپا دینا کہاں کی عقلمندی ہے اپنے اصل وطن میں اتنی طویل زندگی بسر کرنی ہے جس کو ختم ہونا ہی نہیں تو وہاں کے لئے آرام کے لئے زیادہ سے زیادہ بچت کرو اور اپنی محنت سے فرائض منصبی پورے کرو یہاں تمہارے کاروبار میں وہ فرائض تمہیں سونپے گئے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد تو ان کی ادائیگی میں پوری تن دہی سے مشغول رہو کام چور نہ ہو اوور ٹائم کے سلسلے میں ایک لطیف بات مگر لطیفہ نہیں یاد آگئی ایک مقام پر ماڈرن قسم کے ایک مسٹر نے کہا کہ یہ جو تہجد پڑھنے کا آپ اہتمام اور تاکید کرتے ہیں اس کا کیا فائدہ پانچ نمازیں ہی کیا کم ہیں کہ ایک اور بوجھ آپ رکھنا چاہتے ہیں میں نے کہا جناب اپنے اپنے حالات کا تقاضا ہوتا ہے۔ ایک بات تو یہ کہ ہم غریب ہیں دوسری یہ کہ یہاں رہنے کی جو مہلت ملی ہے اس کا کوئی پتہ نہیں آج ہی ختم ہوجائے اور ہمیں وطن واپس بلا لیا جائے' ویزا ختم ہوجائے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ اوور ٹائم لگالیں تاکہ ہمارے پاس فارن ایکسچینج زیادہ ہوجائے بہرحال حضور اکرم ﷺ کے فرمان کا تقاضہ یہ بھی تو ہے کہ یہاں دوستی اور دشمنی کرتے وقت بھی یہ بات ذہن میں رہے کہ کیا خبر ابھی واپسی ہوجائے تو اس لمبے کھکھیڑے کا کیا فائدہ تو ان تمام امور کو حضور اکرم ﷺ نے ایک لفظ "پردیس" میں سمو کے رکھ دیا ہے دوسری بات یا دوسری مثال یہ فرمائی کہ یا یوں رہو جیسے کوئی راہ چلتا مسافر اس ترتیب میں بھی کمال حکمت معلوم ہوتی ہے یوں لگتا ہے جیسے یہ ترتیب اور تقاضہ ہے یعنی پہلی حالت سے یہ حالت اور بھی بڑھی ہوئی ہے۔ پردیس میں رہنے میں ایک عرصہ تک کے قیام کا تصور تو ضرور ہوتا ہے وہ عرصہ خواہ چند برسوں میں پھیلا ہو یا چند مہینوں پر اس لئے اس عارضی قیام کے لئے بھی کچھ نہ کچھ اہتمام کرنا پڑتا ہے مگر اس کے مقابلے میں راہ چلتے مسافر کی نفسیات کچھ مختلف ہیں۔ مثلاً اس کی نگاہ اپنی منزل پر جمی ہوتی ہے چلنے کو تو وہ چل ہی رہا ہوتا ہے مگر اس کا دل وطن کے لئے بے قرار ہوتا ہے۔

اسے ٹھہرنا پڑے تو عارضی ہی سامکان نہیں بناتا بلکہ کسی سرائے کسی ہوٹل میں رات بسر کرلیتا ہے اور اگر کہیں چلتے

باقی صفحہ ۱۳ پر

سائنسی علوم قرآن مجید کے آئینے میں

ولقدخلقنافوقکم سبع طرائق وماکناعن الخلق غافلین○" اور ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں پیدا کیں اور ہم پیدا کرنے سے غافل نہیں تھے" (پارہ ۱۸ سورۃ المومنون آیت ۱۷) اسی سورۃ کی آیت کریمہ میں ارشاد ربانی ہے۔ قل من رب السموات السبع "آپ پوچھیں' سات آسمانوں کا مالک کون ہے"؟۔

الذی خلق سبع سموات طباقا۔ "جس نے سات آسمان تہ بہ تہ بنائے ہیں" (پارہ ۲۹ سورۃ الملک آیت مبارکہ ۲) اسی پارے کی سورۃ نوح آیت کریمہ ۱۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ الم تروا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا○" کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کس طرح سات آسمان اوپر نیچے بنائے ہیں۔

وبنینافوقکم سبعاشدادا وجعلناسراجاوھاجا "اور تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے اور ہم نے آسمان میں ایک روشن چراغ بنایا" (پارہ ۳۰ سورۃ النباء آیت مبارکہ ۱۲'۱۳) والسماء ذات البروج "قسم ہے برجوں والے آسمان کی" (پارہ ۳۰ سورۃ البروج آیت شریف ۱)۔

تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیہاسراجاوقمرامنیرا○" وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے آسمانوں میں برج (یعنی بڑے بڑے ستارے) بنائے اور اس میں چراغ (سورج) اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا" (پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت شریف ۶۱)

انازینا السماء الدنیا بزینۃ ن الکواکب○" بلاشبہ ہم نے دنیا کے آسمانوں کو ستاروں کے ساتھ زینت بخشی ہے" (پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت مبارکہ ۶) "پھر اللہ نے سات آسمان دو دن میں بنا ڈالے اور ہر انسان کو چراغوں سے مزین کیا اور اس کو محفوظ رکھا یہ سب مقررہ اندازے ہیں زبردست خوب جاننے والے کے" (پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدہ آیت مبارکہ ۲)۔

متذکرہ بالا آیت کریمہ جو کہ چودہ سو سال قبل ہمارے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر اس وقت نازل ہوئیں جبکہ دنیا علم صحیحہ سے بے بہرہ اور جہالت کی تاریکی میں گم تھی اس وقت قرآن جو کہ تمام علوم و فنون کا سرچشمہ ہے' اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم سے اوپر یعنی زمین سے اوپر اور متصل سات آسمان ایک کے بعد ایک اوپر تلے پیدا کئے۔ ان آسمانوں میں برج یعنی بڑے ستارے (سیارے) بھی بنائے ایک چراغ یعنی سورج اور چاند بھی تخلیق کیا۔ دیکھنے والوں کے لئے دنیا کے آسمان کو حسن اور زینت بخشی۔ ان سب کے موافق اور مطابق نظم بھی بھیجا۔ سرسری مطالعہ سے بھی یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس کائنات میں انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے مگر اس کا بھی اس کائنات کے نظم و نسق میں کوئی دخل نہیں بلکہ نظام کائنات کا تمام کاروبار احکم الحاکمین کے زیر اثر انجام پا رہا

تحریر۔ مسز انجمن آراء صدیقی' کراچی

ہے' اس کی حاکیت چہار سو مکمل احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے تابع فرمان ہے۔

جدید سائنسدانوں کے مطابق سورج کے گرد ۹ سیارے اپنے مدار' محور اور مقررہ راستے پر اپنے آسمان پر گھوم رہے ہیں۔ چونکہ زمین سورج کے گرد گھومنے والا تیسرا سیارہ ہے اس لئے زمین کے اوپر سات آسمان قائم ہیں جس میں سے ہر ایک مقررہ راستوں پر ایک ایک سیارہ مسلسل گردش کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ لاتعداد چھوٹے چھوٹے سیارے مثلاً دم دار ستارے' شہاب' ثاقب وغیرہ بھی اپنے اپنے مدار پر سورج کے گرد مسلسل گھوم رہے ہیں جو کہ ہمیں رات کے وقت سورج کی روشنی کے انعکاس کی وجہ سے چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں' یہ تو صرف ہماری ایک کہکشاں اور نظام شمسی کا حال ہے' جبکہ دیگر لاتعداد کہکشائیں اور ان میں واقع نظام شمسی کے ستارے اور سیارے بھی اپنے اپنے مدار پر گھومتے ہوئے وقتاً فوقتاً آسمان دنیا پر نمودار ہو کر حسن اور زینت کو چار چاند لگا رہے ہیں۔ شائد اس آیت مبارکہ میں انہیں مقرر شدہ راستوں کی طرف اشارہ ہے۔ پارہ ۲۶ سورۃ الذریت آیت کریمہ ۷ میں ارشاد ربانی ہے۔ والسماء ذات الحبک○" آسمان کی قسم جس میں راستے ہیں"۔

الغرض آسمان میں نظر آنے والے یہ چمکتے دمکتے تارے اپنے اندر بے پناہ اور لامتناہی علم کا خزانہ چھپائے انسان کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہے ہیں۔

ہمارے نظام شمسی میں سورج کے گرد گھومنے والا اول ترین اور قریب ترین اور جسامت میں آٹھویں نمبر پر یعنی تقریباً سب سے چھوٹا سیارہ مرکری یا عطارد ہے جس کا قطر ۳۱۰۰۰ میل یا ۴۸۷۸ کلومیٹر ہے اور سورج سے اس کا اوسط فاصلہ ۳۶۰۰۰۰۰۰ میل ہے۔ مرکری سورج کے گرد بڑی برق رفتاری سے ۳۰ میل فی سیکنڈ کے حساب سے سفر کرتا ہے۔ سورج کے گرد اس کی ایک گردش ۸۸ دن میں مکمل ہوتی ہے جبکہ اس کا اپنے محور پر ایک چکر تقریباً ۵۹ دن کا ہوتا ہے۔ جو حصہ سورج کے سامنے آتا ہے اس کا درجہ حرارت تقریباً ۳۰۰ ہو سکتا ہے۔ یہ ہمیشہ ہمیں آسمان پر شام و صبح کے دھندلکوں میں دکھائی دیتا ہے۔

سورج کے گرد گردش کرنے والا دوسرا قریب ترین سیارہ وینس یا زہرہ ہے جو سب سے زیادہ روشن سیارہ شمار ہوتا ہے' اور یہ زمین سے پہلے اور مرکری کے بعد گردش کرنے والا سیارہ ہے اور جسامت میں زمین سے بستا" تھوڑا سا چھوٹا ہے۔ اس کا قطر ۱۲۱۰۲ کلومیٹر ہے اس کا سورج سے فاصلہ ۱۰۸۰۸۹۰ کلومیٹر ہے۔ اس کی اپنی محور پر گردش غیر معمولی طور پر آہستہ رہتی ہے جو کہ گھڑی کے رخ پر ہوتی ہے یعنی دوسرے سیاروں سے مختلف اس کا اپنے محور پر ایک چکر ۲۴۳ دن اور ۱۴ منٹ ہے اور اس کی سورج کے گرد اپنے مدار پر ایک گردش ۲۲۴ دن کی ہوتی ہے۔ نظام شمسی کے تمام سیاروں کے مقابلے میں وینس یا زہرہ زمین سے قریب تر ہے چونکہ ان کی فضا گہرے سفیدی مائل بادلوں سے ڈھکی ہوئی ہے اس لئے یہ سورج کی روشنی بہتر طریقے سے منعکس کرتا ہے' جس کی وجہ سے یہ سورج اور چاند کے بعد سب سے زیادہ روشن سیارہ شمار ہوتا ہے اس کی زمین سے بلحاظ جسامت اور عمر میں مماثلت پائی جاتی ہے۔

سورج کے گرد زمین تیسرا قریب ترین گردش کرنے والا سیارہ ہے۔ جغرافیہ دانوں کا اندازہ ہے کہ زمین کی عمر تقریباً ۳۰۰ ملین یا ۳۰۰۰۰۰ لاکھ سال ہوگی۔ پہلے لوگوں کا خیال تھا کہ اس کائنات کا زمین مرکزی حصہ ہے۔ مگر جدید علم کے مطابق سورج کو نظام شمسی کا مرکزی حصہ مانا جاتا ہے اور زمین کو سورج سے اخذ شدہ تصور کیا جاتا ہے جو اپنے محور اور سورج کے گرد اپنے مدار پر بیک وقت گردش کر رہی ہے یہی وجہ ہے کہ سورج مشرق سے مغرب کی طرف طلوع اور غروب ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ زمین کا قطر ۱۲۷۵۶ کلومیٹر ہے اور پول کے مطابق (کیونکہ پول کی طرف یہ بستا" چپٹی ہے) اس کا قطر ۱۲۷۱۴ کلومیٹر ہے۔ سورج سے اس کا فاصلہ ۱۴۹'۵۹۷'۹۰ کلومیٹر ہے۔ سورج کے گرد اس کے بیضوی مدار کی رفتار ۱۰۱۲۲۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے اور سورج کے گرد

ایک گردش ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۴۸ منٹ اور ۴۵.۵۱ سیکنڈ ہے اور یہ اپنے محور پر ایک چکر ۲۳ گھنٹے ۵۶ منٹ اور ۴.۰۹ سیکنڈ میں مکمل ہوتی ہے۔ زمین ایک غیر معمولی سیارہ ہے۔ یہ بیک وقت ٹھوس' نرم' گرم اور بھربھری ہے اور کیچڑ' دلدل' مٹی' ریت وغیرہ سے مل کر بنی ہے۔ علاوہ ازیں مقناطیسی خصوصیات کی حامل ہے اور اس میں دھات اور معدنیات کا پگھلا ہوا لاوا' پانی اور مائع وافر مقدار میں موجود ہے۔ اس کا درجہ حرارت اور اس کی فضا انسانی زندگی کے لئے مناسب ہے۔ زمین کا اپنے محور پر سورج کی طرف تھوڑا سا جھکاؤ اور بیضوی مدار پر اس کا سفر موسم کے بدلنے اور لمبی رات اور دن کا موجب بنتے ہیں۔ اس کی اپنے طور پر ایک مکمل چال سے دن اور رات ۲۴ گھنٹے میں مکمل ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جتنا دھکا اور پگھلا ہوا مادہ ہوگا اسی مناسبت سے تیز گردش عمل میں آئے گی۔ زیر زمین وافر مقدار میں دھاتوں اور معدنیات کا پگھلا ہوا مادہ موجود ہے۔ زمین کا ایک طفیلی سیارہ چاند ہے جو شاید کسی زمانے میں زمین کا ہی حصہ رہا ہو اور دوران گردش ٹوٹ کر چاند کی شکل اختیار کر گیا ہو' اب یہ زمین کے گرد گھومتا رہتا ہے۔ چاند کی اپنے محور اور مدار پر گردش کے دوران اس کی دنیا کے گرد بدلتی ہوئی حالت سے دن اور ماہ و سال کے حساب کتاب میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔ اسی لئے مسلمانوں نے قمری سال کو اپنا کیلنڈر منتخب کیا ہے۔ زمین کی مختلف قسمیں ہیں جو مادوں کی بے شمار اقسام کا مجموعہ ہیں اور جو ٹھوس' مائع' بخارات اور گیس حالتوں میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً لوہا' تانبا' المونیم' سونا' چاندی' ہیرے' جواہرات' کوئلہ' نمک' چونے کا پتھر' سیاہ پتھر' سفید پتھر' برف' مٹی کا تیل' پٹرول' پانی' آتش فشاں سے بہتا لاوا' نائٹروجن گیس' ہائیڈروجن گیس' آکسیجن گیس وغیرہ وغیرہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کر دئے اور اس میں ہر قسم کے میووں سے دو دو قسم پیدا کئے' رات کو دن سے چھپا دیتا ہے' بے شک اس میں فکر کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں"۔

" ○ اور زمین میں قسم قسم کے ٹکڑے ہیں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور انگور کے باغ ہیں اور کھیتی اور کھجور کے درخت ہیں' بعض میں بہت سی شاخیں ہوتی ہیں اور بعض میں کم حالانکہ پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے"۔ (پارہ ۱۳' سورۃ الرعد آیت مبارکہ ۳'۴) انا کل شئی خلقنٰہ بقدر ○ ہم نے ہر چیز کو ٹھیک انداز سے پیدا کیا ہے (پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت کریمہ ۴۹)۔

زمین کے مدار کے اوپر دوسرا سیارہ اور سورج سے چوتھا سیارہ مریخ ہے جو کہ سورج سے کافی دوری پر واقع ہے جس کا خط استوائی قطر ۶۷۹۴ کلومیٹر اور قطبی قطر ۶۷۵۲ کلومیٹر ہے۔ اس کا سورج سے فاصلہ ۲۲۷۹۴۰۵۰ کلومیٹر بنتا ہے اور یہ ۲۵ کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتا ہوا اپنے مدار پر سورج کے گرد ایک گردش ۶۸۷ دن میں مکمل کرتا ہے۔ اپنے محور (Axis) پر اس کی چال ۲۴ گھنٹے ۳۷ منٹ اور ۲۲.۶۳ سیکنڈ ہے۔ اسی لئے یہ مخصوص چال اور گردش مریخ کو زمین سے تقریباً دو سال میں بہت قریب لے آتی ہے' پھر اسی طرح بہت دور لے جاتی ہے۔ اس کا مدار بیضا "دائرہ نما" ہے۔ کبھی اس کا سورج سے فاصلہ ۳۰ ملین میل ہوتا ہے مگر اوسط فاصلہ ۱۴۱ ملین میل ہے۔ اس کا درجہ حرارت زمین سے کم ہے۔ اس کی سطح پر عجیب قسم کے آتش فشانی پہاڑ ان کے عجیب غار دہانے' سرخی مائل چٹان' ریت اور مٹی ہے۔ فی الوقت یہاں پانی موجود نہیں۔ مریخ کے دو طفیلی سیارے ہیں' بیرونی طفیلی سیارہ مریخ کے گرد ۳۱ دن میں گردش مکمل کرتا ہے' جبکہ اندرونی طفیلی سیارہ بڑی تیزی سے مریخ کے گرد گھوم جاتا ہے جس کی مدت سات گھنٹے یا اس سے کچھ زیادہ ہے۔

مشتری (جوپیٹر) زمین کے آسمان سے تیسرے آسمان پر واقع ہے جو سورج کے گرد گھومنے والا پانچواں اور نظام شمسی کے تمام سیاروں میں سب سے بڑا سیارہ شمار کیا جاتا ہے۔ اس کا خط استوائی قطر ۸۸۰۰۰ میل یا ۱۴۲۸۸۰ کلومیٹر ہے جو کہ زمین سے گیارہ گنا ہے۔ اس کا قطبی قطر ۱۳۳۵۴۰ کلومیٹر ہے۔ اس کی اوپری سطح ہائیڈروجن اور ہائیڈروجن گیس کے مرکبات پر مشتمل ہے۔ مشتری اپنے محور پر بڑی تیزی سے گردش کرتا ہے اور اس میں کل مدت ۹ گھنٹے اور ۵۰ منٹ اور ۳۰ سیکنڈ صرف ہوتی ہے۔ اس کی اپنے مدار پر سورج کے گرد گردش میں ۴۳۳۳۲ دن لگتے ہیں۔ جو کہ تقریباً ۱۲ سال کی مدت بنتی ہے۔ اس کا سورج سے فاصلہ' ۷۸۳۳۰۰۰۰ ہے مشتری کے تقریباً سترہ طفیلی سیارے ہیں شاید اس کی وجہ اس کی طاقتور کشش ثقل ہو۔

زحل زمین کے بعد چوتھا سیارہ اور سورج کے گرد گردش کرنے والے سیاروں میں چھٹے نمبر پر آتا ہے۔ جسامت میں مشتری کے بعد سب سے بڑا سیارہ ہے مگر کمیت میں بہت کم ہے۔ اس کی مخصوص کشش پانی سے بھی کم ہے۔ اس کا سورج سے فاصلہ ۹۰۰ ملین میل یا ۱۴۲۹۷۸۰۰۰ کلومیٹر ہے۔ اس کا خط استوا سے قطر ۱۲۰۵۰۰ کلومیٹر یا ۷۴۰۰۰ میل ہے اور قطب یا پول سے اس کا قطر ۱۰۶۹۰۰ کلومیٹر ہے۔ اس کی اپنے محور پر چال ۱۰ گھنٹے ۱۴ منٹ اور سورج کے اطراف اس کی ایک گردش ۱۰۷۵۹۰۶ دن یعنی تقریباً ۳۰ سال ہے۔

یورینس زمین سے پانچواں سیارہ ہے۔ اس کا قطر خط استوا پر ۵۱۳۰ کلومیٹر یا تقریباً ۳۲۰۰۰ میل اور قطبی قطر ۵۰۳۰۰ کلومیٹر ہے۔ سورج سے اس کا فاصلہ ۲۸۷۰۰۰۱۰۰۰ کلومیٹر یا ۱۸ ملین میل ہے۔ اس کی اپنے محور پر ایک گردش ۱۶ گھنٹے ۱۰ منٹ اور سورج کے گرد اس کی رفتار ۳۰۷۰۷۷۹ دن یعنی تقریباً ۸۴ سال ہے۔ یہ شدید ترین موسم کا حامل ہے۔ نہایت سرد اور منجمد' اس کے ۱۵ طفیلی سیارے یا چاند ہیں۔

نیپچون زمین سے چھٹا سیارہ اور سورج سے آٹھواں سیارہ ہے۔ اندازہ ہے کہ یہ مشتری اور زحل سے مماثلت رکھتا ہے۔ اس کا قطر بالترتیب ۸۹۰۰ کلومیٹر اور ۴۷۵۰۰ کلومیٹر ہے۔ اس کا سورج سے فاصلہ ۴۴۹۷۰۰۰۰۰ کلومیٹر اور اس کی سورج کے گرد ایک گردش ۶۰۱۹۹۳ دن یعنی تقریباً ۱۶۵ سال ہے۔ محور پر اس کی چال ۱۸ گھنٹے ۲۶ منٹ اور اس کے ۳ چاند ہیں۔

زمین سے ساتویں آسمان پر پلوٹو واقع ہے جو سب سے چھوٹا اور سب سے زیادہ سرد ہے۔ اس کی وجہ سے سورج سے بے تحاشہ دور بتائی جاتی ہے۔ اس کا قطر ۳۰۰۰ کلومیٹر اور اس کی اپنے محور پر گردش ۶ دن ۹ گھنٹے اور ۸ منٹ ہے۔ سورج کے گرد مدار پر گردش ۲۸۵۴ سال ہے اور سورج سے اوسط فاصلہ ۵۹۱۳۵۱۰۰۰۰ ہے۔

مندرجہ بالا جدید ترین سائنسی معلومات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر صفحہ اول پر درج کلام الٰہی کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ قرآن حکیم میں کائنات کے بارے میں موجود تمام اشارہ جات' تشبیہات اور معلومات انسان کے مرتب کردہ علوم و فنون کے جانچنے اور پرکھنے کے لئے ایک بہترین اور مثالی کسوٹی' نمونہ" آلہ اور میزان ثابت ہو سکتے ہیں اور جو ہر دور اور ہر زمانے کے لئے یکساں طور پر بے حد اہمیت کے حامل ہو سکتے ہیں۔ قرآن کریم کے بیان کردہ بیشتر اشاروں کو ہنوز اہل علم و دانش سمجھنے سے قاصر ہیں۔ شاید آنے والا وقت ان اسرار و رموز پر سے پردہ اٹھا سکے۔ اگر یہ کہا جائے کہ قرآن حکیم دراصل علم کا بے بہا خزانہ ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ دنیا کے تمام سائنسی علوم و فنون اس سے بجا طور پر راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ یقیناً" قرآن مجید سائنسی علوم کے لئے بے حد اہم' معاون اور مددگار ثابت ہو سکتا ہے بلکہ اس کی صحیح سمت میں راہنمائی کر سکتا ہے۔ یہ تعلیمات نہ کسی کام میں رکاوٹ بن سکتی ہیں اور نہ گمراہ کر سکتی ہیں کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے جو اس کائنات کا موجد ہے اور اس کے تمام اسرار و رموز سے آگاہ اور واقف ہے۔ مزید بر آں نظام شمسی اور کہکشائی نظام کا بغور جائزہ لینے کے بعد حقیقت بھی سامنے آجائے گی کہ پورے کا پورا نظام ایک ہی وحدت کی لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔ جسے صرف اور صرف ایک مرکز سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ ایسا افضل ترین اور اکمل ترین نظام اور ضابطہ عالم اس خیال کو تقویت پہنچانے کے لئے کافی ہے کہ اگر ایک سے زیادہ اس کائنات کے ناظم ہوتے تو نظام کائنات درہم برہم ہو کر رہ جاتا۔ اسی حقیقت کو دنیا والوں پر آشکارہ کرنے کے لئے اللہ رب العالمین قرآن حکیم کی سورۃ الانبیاء پارہ ۱۷ نمبر ۲۲ میں فرماتے ہیں لوکان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا ○ "اگر آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو دونوں خراب ہو جاتے"۔ ●●

◆ ختم نبوت زندہ باد ◆

تحریر: رضوانہ رمضان بیگ

اسلام میں پردے کی اہمیت

"اور تمام مسلم عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی زینت کو کسی پر نمایاں نہ کرائیں۔"

مذکورہ بالا فرمانِ الٰہی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کو پردے کا کتنا پابند کیا ہے۔ یہ بات تو ہم سب کے علم میں ہے کہ قبل از اسلام عورتوں اور بے جان جانوروں میں کوئی فرق نہ تھا۔ عورتیں جانوروں کی طرح بازاروں میں فروخت ہوتی تھیں۔ جہالت اور بے غیرتی کی انتہا یہ تھی کہ عورتیں جوئے میں ہاری اور جیتی جاتی تھیں۔ گمراہی اور بے راہ روی کا عالم یہ تھا کہ ایک عورت بیک وقت کئی مردوں کے نکاح میں رہتی تھی مگر پھر خالقِ کائنات کو اس سسکتی ہوئی انسانیت پر رحم آگیا اور یکایک ظلمت کے اندھیرے میں اسلام کی سحر نمودار ہوئی اور پورا عالم منور کرتی روشنی سے جگمگا اٹھا۔ محبوبِ خدا رحمۃ للعالمین، شفیع روزِ جزا عاصیوں کو جنت کا راستہ دکھانے کے لئے دنیا میں تشریف لائے۔ رسولِ خدا کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے جو لوگوں کو ہدایت کا رستہ دکھایا اور بہت سی نیک باتیں بتائیں انہی میں سے ایک عورتوں کا پردہ بھی ہے۔

پردہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جتنے بھی غیر محرم (یعنی جن سے شادی جائز ہے) ہیں ان کو اپنا چہرہ نہ دکھایا جائے بلکہ اسلام میں غیر مردوں کو اپنی آواز تک سنانا منع ہے۔

جس طرح نماز، کفر اور اسلام کے درمیان فرق پیدا کرتی ہے اسی طرح پردہ ایک مسلم اور کافر عورت کے درمیان تمیز کرواتا ہے۔ بے شک مذہب اسلام میں پردے کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا تمام رشتہ داروں اور ان کے صاحبزادوں سے پردہ جائز ہے تو اس کا جواب اوپر بیان ہو چکا ہے کہ وہ تمام اشخاص جن سے شادی جائز ہے پردہ بالکل فرض ہے جن میں ماموں زاد، چچا زاد، پھوپھی زاد اور دوسرے تمام رشتہ داروں کے صاحبزادوں سے پردہ ضروری ہے۔ ایک صحابی نے خاتم النبیین ﷺ سے دریافت کیا "کہ کیا دیور سے بھی پردہ جائز ہے" آپ ﷺ نے جواب دیا کہ "دیور موت ہے" یعنی دیور سے پردہ بہت ضروری ہے۔

اگر غیر محرم سے پردہ ضروری ہے تو اس کا مطلب ہم ہرگز یہ نہیں لے سکتے کہ محرم کے سامنے بھونڈے سے رہا جائے۔ اللہ فرماتا ہے کہ مومن عورتوں سے فرما دیں کہ اپنی اوڑھنیوں کو اس طرح کرلیں کہ وہ ان کے گریبان اور دونوں کندھوں سے ہوتی ہوئی ان کے سر تک آجائے۔ اسلام میں ایسی اوڑھنی پہننے کی بھی اجازت نہیں جو باریک ہو یا جس کے اوڑھنے کے بعد جسم اور بال نظر آئیں۔ اس طرح کی اوڑھنی پہن کر نماز پڑھنا بھی صحیح نہیں۔ مثلاً جارجٹ، جالی وغیرہ) حدیث میں ہے کہ عورتوں کو بلاضرورت گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے اور اگر بحالت مجبوری بھی نکلنا ہو تو رستے کے کنارے کنارے چلیں۔

اب ان تمام باتوں کی روشنی میں اگر آج ہم اپنے ماحول، اپنے معاشرے اور اپنی خواتین کا جائزہ لیں تو ہمیں بآسانی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری خواتین اپنی اسلامی اقدار کو قطعی فراموش کر چکی ہیں۔ وہ جدید فیشن کی دوڑ میں یہ بھول چکی ہیں کہ اسلام ان سے کیا کہتا ہے؟ یہ ان کی خام خیالی ہے کہ اس طرح کے فیشن ان کی عزت بڑھاتے ہیں۔ آج کل روزمرہ میں بھی خواتین آدھی آستین کی قمیض پہنتی ہیں جو کہ بہت سخت گناہ ہے۔ کیونکہ اسلام میں ایک ناخن تک (غیر محرم کے سامنے) دکھانے کی اجازت نہیں کجا ناخن سے کہنی تک کا گوشت۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ آپ بالکل فقیرانہ اور قلندرانہ زندگی بسر کریں ہمارا مذہب یہ نہیں کہتا کہ آپ اسلام کے حکم کی تعمیل میں اپنے آپ سے بیگانے ہو جائیں اور ایسا حال بنالیں کہ آپ کی حالت پاگل سے مشابہ نظر آئے جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ایک شخص کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ جس کے بال الجھے ہوئے تھے اور کپڑے میلے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس سے یہ اپنے سر کو تسکین دے (یعنی کنگھا) اور کہا یہ کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے یہ اپنے کپڑوں کو دھولے (یعنی صابن)۔

چاہے کتنا ہی جدید دور آجائے ہر چیز کا حل عظیم کتاب قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ باہر نکلو تو اس طرح کہ تمہارے بال بھی نظر نہ آئیں۔ تو قارئین کرام اس فرمانِ الٰہی پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ہمارا آج کا معاشرہ، آج کی خواتین اور آج کے نوجوان جس گمراہی اور بے راہ روی کا شکار ہیں اس میں سراسر قصور خواتین کی بے پردگی کا ہے کیونکہ اگر عورتیں باپردہ ہو کر نکلیں تو آج نوجوان جو خواتین کو اپنا دفاع کرنے میں بے بس سمجھتے ہیں اور جس بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ ہرگز نہ ہوں۔ کیونکہ قارئین کرام تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے۔ مقصد کہنے کا یہ ہے کہ اگر خواتین اپنے سر کے بال سے لے کر پیر کے ناخن تک کو پردے کے خول میں چھپا کر باہر نکلیں تو وہ محفوظ رہ سکتی ہیں۔

برا ماننے کی بات نہیں عام مشاہدہ کی بات ہے کہ ہماری آج کی خواتین پردے کو غیر ضروری اور جاہل عورتوں کی نشانی سمجھتی ہیں تو ان کے لئے عرض ہے کہ ان کی یہ جدید فیشن اور بے پردگی انہیں قبر کے ہولناک اندھیرے سے نہیں بچا سکے گی۔

اے کاش! کہ ہمارے اسلامی ملک کی خواتین۔

بے شک خدا معاف کرنے والا اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ اس ذاتِ باری پر مکمل اعتقاد رکھے ہوئے ہیں عظیم ذات بزرگ و برتر اللہ جل شانہ سے خلوصِ دل سے دعا کرتی ہوں کہ وہ تمام خواتین کو جو دائرہ اسلام میں داخل ہیں بے پردگی سے بچائے اور باپردہ بنائے۔ آمین!

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی (فون۔ ۲۳۵۵۷۳ ـ

پروفیسر شمیم احمد

پردہ اٹھتا ہے پاکستان میں ٹیلی ویژن کے قیام کا مقصد کیا تھا؟

اسلام سے بغاوت — فحاشی و عریانی کو فروغ — مغربی تہذیب کی ترویج

آج میں کچھ ایسے ذاتی تجربات پیش کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے ذرائع ابلاغ کے بنیادی کردار اور ان کے ایسے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہیں' جن سے یقیناً" آپ اس سے قبل واقف نہیں ہوں اور اس کے ساتھ آپ کو بخوبی علم ہو جائے گا پاکستان میں ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے والوں کے عزائم کیا ہیں۔

اس صورت حال سے میں اچانک اس وقت دوچار ہوا تھا جب کراچی ٹی وی اسٹیشن قائم ہو رہا تھا اور اس کے پہلے جنرل منیجر ایک ایسے صاحب مقرر ہوئے تھے جن کو ریڈیو پاکستان قائم کرنے اور چلانے میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ یہ صاحب تھے مرحوم ذوالفقار علی بخاری صاحب' جن کی اہلیت اور صلاحیت کا ایک زمانہ معترف تھا۔ بخاری صاحب نے کراچی ٹی وی کے لئے فنکاروں' لکھنے والوں اور متوقع پروڈیوسر صاحبان کی ایک خصوصی نشست طلب کی۔ یہ خاکسار بھی مدعو تھا۔ یہ نشست ان افراد پر مشتمل تھی جن سے بخاری صاحب خصوصی کام لینا چاہتے تھے۔

"ہم ٹی وی سے کیا کام لیں گے"

صاحب موصوف نے سب سے پہلے ٹی وی کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کی اہمیت اور ہمارے اہداف کو حاصل کرنے کے لئے چند ایسی وضاحتیں بھی کیں جو شاید ہمیں اور کسی طرح بھی معلوم نہ ہو سکتیں۔ سو پہلے ان کی پوری گفتگو کا لب لباب! انہوں نے فرمایا۔ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ ٹیلی ویژن بیسویں صدی کا سب سے موثر تفریحی و سماجی آرگن ہے جو کسی معاشرے کے تمام گھرانوں اور کوئی گھرانہ کسی مداخلت کو برداشت نہیں کرتا وہ ٹی وی کے شوق میں ہر اس چیز کو اپنی پرائیوٹ زندگی میں بڑی خوشی سے داخل کر لیتا ہے جس کے انتخاب میں اس کی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ٹی وی نہ صرف معاشرے کے ہر خاندانی یونٹ کو تبدیل کرنے کا کام کرتا ہے بلکہ اس کا سب سے موثر کام نئی نسلوں کو ماں باپ کی اپنی تربیت سے نکال کر وہ بنا دیتا ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ یعنی ٹی وی موجودہ بالغوں کے لئے اتنا موثر نہیں ہو گا جتنا ان بچوں کے لئے ہے جو آنکھ کھولتے ہی ٹی وی کے ذریعے تربیت حاصل کریں گے۔

بچوں کا ابتدائی ذہن ایک سلیٹ کی مانند ہوتا ہے جس پر آپ جو نقش ابھارنا چاہیں گے وہی نقش ابھرے۔ گویا یہ آپ کے ہاتھ میں ہو گا کہ آپ پاکستان میں کیسی نسلیں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ ٹیلی ویژن کی آمد کے بعد پاکستان میں ایسی نسلیں ابھریں گی جو اپنے خیالات' محسوسات اور طرز فکر میں موجودہ معاشرے سے یکسر مختلف ہوں گی...... یہ میڈیم اتنا موثر اور طاقتور ہو گا کہ اس قبیل کے اہم ترین

میڈیم ریڈیو' فلم اور اخبارات تینوں قوتوں کو بیک وقت بروئے کار لائے گا اور ان سب سے زیادہ زود اثر اور قوی اثرات کا محرک ہو گا۔ مثلاً" ان تینوں ذرائع میں فلم سب سے موثر آلہ تفریح اور شخصیت پر اثر انداز ہونے والا میڈیم ہے۔ مگر آپ کو معلوم ہے کہ فلم بینی کا شوق بچوں میں تیرہ چودہ سال میں جا کر پیدا ہوتا ہے اور بالخصوص کم عمر بچے تو اس سے بالکل غیر متعلق ہوتے ہیں۔ ذرا بڑے بھی ہوتے ہیں تو ان کے اہل خاندان کو پہلے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو کس قسم کی فلم دکھانے لے جا رہے ہیں۔ مگر ٹی وی میں اس انتخاب کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہم نہ صرف جو کچھ دکھائیں گے ان کو دیکھنا پڑے گا اور صاحب خانہ اپنے بچوں کو ہر چیز دکھانے پر اس لئے مجبور ہو گا کہ ٹی وی خود خرید کر اپنے گھر میں لے گیا ہے۔ گویا اب انہیں فلم دیکھنے کے لئے سینما ہاؤس میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ہر گھر سینما ہاؤس ہو گا اور وہاں ہم دو سال کے بچے سے لے کر نوجوان ذہن تک ہر وہ نقش ان کے ذہن میں ابھاریں گے جو ہم ابھارنا چاہتے ہیں اس طرح آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہماری ذمہ داری کتنی اہم اور متنوع ہو گی۔ اس طرح آپ حضرات جیسی بنیادیں چاہیں گے اس پر آئندہ پاکستان کی تعمیرو تشکیل ہو گی۔

"ہم سفید ہاتھی کیوں لا رہے ہیں"

ہم سب موصوف کی یہ تقریر سانس روکے سن رہے تھے اور ہمیں محسوس ہو رہا تھا کہ ہم واقعی "نئے پاکستان" کی بنیاد رکھنے جا رہے ہیں۔ صاحب موصوف نے کلام و ذہن کی آزمائش کے ساتھ ساتھ اپنا سلسلہ کلام دوبارہ جوڑا۔ "اب سوال یہ ہے کہ ہم ٹی وی جیسی قوت کیوں لانا چاہ رہے ہیں؟ جب کہ پاکستان جیسے نو تعمیر اور پسماندہ ملک میں جو ابھی صنعتی ترقی سے بھی کوسوں دور ہے جو اپنے پیروں پر بھی پوری طرح سے کھڑا نہیں ہوا ہے جس پر اربوں روپے کا قرض ہے اور جو ریڈیو کی "وال" بھی خود نہیں بنا سکتا ہم اس میں سفید ہاتھی کیوں باندھنا چاہتے ہیں جو ہماری معاشی صورت حال پر مزید بوجھ ثابت ہو گا اور ظاہر ہے کہ جس پر کروڑوں ڈالر قرض لئے جا رہے ہیں اور زرمبادلہ ہمیشہ اس مد میں ہمیں دوسروں کا دست نگر رکھے گا۔ آپ کو معلوم ہے......پاکستان کی ترقی کا سب سے بڑا دشمن ہمارا مذہبی طبقہ ہے جو سیاسی' دینی اور معاشرتی سطح پر ہر حکومت کے لئے راہ کا روڑا بن کر ابھرا ہے۔ ہماری ہر حکومت کے لئے یہی عنصر ہمیشہ خطرہ کا باعث بنا ہوا ہے۔ ٹی وی کا سب سے بڑا مقصد ان ملاؤں اور مذہبی جنونیوں کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ یہ ہمارے ملک کی سب سے بڑی بدنصیبی ہے کہ ہمارا متوسط طبقہ جو سب سے زیادہ پڑھا لکھا ہے اس کی اکثریت مذہب کے فرسودہ اور رجعت پسند طرز فکر کی حامل ہے۔ ٹی وی کا اولین مخاطب یہی طبقہ ہو گا۔ اس لئے موجودہ حکومت نے اس کو اولین اہمیت دی ہے۔ قوم کی ذہنی اور جذباتی

تربیت سب سے پہلی ضرورت ہے۔ پاکستان تیزی سے ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے اور ہماری قوم کے ذہنی اور جذباتی مسائل فرسودہ اور توہم پرستی کے نام پر اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ اس لئے ٹی وی ایک ایسا ادارہ ہے جس کو سوچ سمجھ کر ایک خاص مقصد کے حصول کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں ہر سطح پر ایسے ذہنوں اور افراد کو تیار کیا جا رہا ہے جو اس مقصد سے ہم آہنگ ہوں۔ ہم نے اس کے لئے چند افراد کو باہر ٹریننگ کے لئے بھی بھیجا ہے۔

"غور سے سنو۔ دوسرا مقصد زیادہ اہم ہے"

مزید فرمایا

"اس صورت میں ٹی وی کے دو بنیادی مقاصد ہوں گے۔ (۱) موجودہ حکومت نے پاکستان کی ترقی اور بہبود کے جو کارنامے انجام دیئے ہیں اور حکومت نے پاکستان کو شاہراہ ترقی پر گامزن کرنے کے لئے جو انقلابی تبدیلیاں کی ہیں آپ کا فرض اولین ہوگا کہ ان کی اہمیت کو اپنے ڈراموں' مذاکروں اور تمام تفریحی پروگراموں میں اجاگر کریں اور لوگوں کو یہ احساس دلائیں کہ وہ ایک بہت بڑے انقلاب اور ترقی کے موڑ پر ہیں (۲) آپ کا دوسرا اور سب سے اہم مقصد یہ ہوگا کہ قوم اور پہلے متوسط طبقے کو فرسودہ مذہبی تصورات سے آزاد کرائیں اور اس مقصد کو اس خوبی سے انجام دیں کہ لوگوں کو شعوری طور پر اس کا پتہ نہ چلے کہ آپ جدید نسلوں کو مذہبی اثرات سے پاک کرنے کی کوئی مہم چلا رہے ہیں۔ اگر آپ نے یہ کام کیا تو یاد رکھئے کہ ہم ہمیشہ کے لئے مذہبی جنونیوں اور ملاؤں سے اپنی معاشرت اور سیاست کو پاک کر دیں گے جو قومی آزاد خیالی کو چیلنج کرتے رہتے ہیں"

شراب اور حرام

اس تقریر کے بعد موصوف نے شرکاء محفل کو الگ الگ ہدایات جاری کیں۔ مثلاً میں آپ میں سے ہر اس لکھنے والے کو اپنے پروگرام کے معاوضے کے علاوہ دو سو روپیہ ماہوار الگ سے دوں گا جو عربی پڑھے گا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ٹی وی اور ریڈیو سے ایسے افراد کو بحیثیت عالم دین اور جدید مفکر کی حیثیت میں پیش کر سکیں اور ملاؤں کے اثرات دور کر سکیں جو مذہب کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں جنہیں ہم طوعاً و کرہاً پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ آپ کو مذہب کی خرافات سے معاشرہ کو نجات دلانے کا کام کرنا ہے۔ ہم اس ادارے کے ذریعے بالکل جدید ذہنوں کو آگے لانا چاہتے ہیں۔ ان کو پوری قوم کے محسوسات اور طرز فکر کو بدلنا ہوگا۔ مثلاً ہم ہر سال بقرعید پر لاکھوں جانور سنت ابراہیم کے نام پر ضائع کر دیتے ہیں۔ ایک تو یہ نہایت درجہ بے رحمی اور شقاوت کی بات ہے۔ دوسرے جو غلاظت اور گندگی پورے ملک میں تین دن تک طاری رہتی ہے وہ قومی معیشت کی بربادی سے بھی زیادہ افسوسناک ہے۔ آپ لوگ اس قسم کے تہواروں کے بارے میں یہ احساس نہیں ہونے دیں گے کہ ٹی وی ان کے خلاف ہے۔ لیکن نئے ذہنوں میں اس کے خراب اثرات کو اس طرح جاگزیں کر دیں گے کہ کم از کم وہ خود بڑے ہو کر اس سے محفوظ رہیں...... اسی طرح شراب کا مسئلہ ہے۔ غضب خدا کا ان ملاؤں نے اسے بھی حرام کر رکھا ہے۔ مذہب میں شراب کی خامیوں کا ذکر ان لوگوں کے لئے کیا گیا جو ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں یا نالیوں میں گر جاتے ہیں۔ مگر یہ بتائیں شراب میرے لئے کیسے حرام ہو سکتی ہے جو اس کے بغیر تخلیقی کام انجام نہیں دے سکتا۔ وہ تو ایک توانائی پیدا کرتی ہے۔ آپ کو اس قسم کے ڈھکوسلوں کو بھی ختم کرنا ہے۔ شراب کے لئے گنجائش نکالنا اسی طرح ممکن ہوگا کہ آپ مثبت کردار کے ساتھ اس کو شامل کر کے ایسے افراد کی خوبیوں کو اجاگر کیجئے۔

ایک فریب۔ ترقی اور تفریح کے نام پر

اس کے بعد بخاری صاحب ان افراد کی طرف متوجہ ہوئے جن کو پروڈیوسر ہونا تھا اور فرمایا۔ آپ اس مقصد کو اس طرح پورا کر سکتے ہیں کہ منافقت اور متضاد کردار کے لئے منفی ڈرامہ کرداروں کے داڑھی لگائیے۔ مضحکہ خیز کرداروں اور یتیم العقل افراد کو مشرقی لباس پہنائیے۔ یہ یاد رکھئے کہ آپ کو اپنے تمام دوسرے کرداروں اور اناؤنسروں کو وہ لباس پہنانا ہے جو ہمارے ترقی یافتہ معاشرے میں سو سال بعد رائج ہونا چاہئے اور جو اب ایک فیصد سے اوپر کے طبقہ میں رائج ہے۔ اردو کے قومی تصور کو بھی آپ بدلنے کی کوشش کیجئے اور اسے ایک مشترکہ زبان سے زیادہ اہمیت نہ دیجئے۔ مقامی زبانوں اور اوپر کے طبقے کی ملی جلی انگریزی زبان پیش کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

یہ گفتگو اسی طرح تقریباً تین گھنٹے چلتی رہی' اس ہولناک گفتگو کا اختتام میرے اس سوال پر ہوا کہ گویا ہم کو اپنے پورے قومی تصورات کے خلاف جنگ کرنا ہے' اگر کوئی ایسا نہ کرے تو پھر ٹی وی کے دروازے ایسے شخص پر بند ہوں گے ؟اس پر صاحب موصوف نے ایک نگاہ غلط انداز سے مجھے دیکھ کر قہقہہ لگایا اور بے تکلفی سے ایک گھونسہ مارتے ہوئے کہنے لگے کہ مجھے معلوم ہے کہ تو ایسا کرنے پر آسانی سے آمادہ نہیں ہوگا۔

یہ اعصاب شکن نشست میرے لئے ایک ہولناک حقیقت تھی۔ مجھے پہلی بار یہ معلوم ہوا کہ پاکستان کے عوام کے خلاف اتنی بڑی سازش بھی کی جا سکتی ہے اس کے ساتھ مجھے یہ تلخ احساس بھی ہوا کہ ہمارے عوام تفریح اور ترقی کے نام پر کتنا بڑا فریب کھا سکتے ہیں۔ یہ کہانی یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ آگے بڑھتی ہے اس نشست کا بوجھ مجھ پر اس وقت کم ہو گیا جب تھوڑے عرصے بعد کراچی ٹی وی اسٹیشن کے افتتاح کے موقع پر ٹی وی کا نیا مینیجر آ گیا اور یہ تھے جناب اسلم اظہر۔

کام شروع کر دیا گیا

لیکن جب ٹی وی کے پروگرام شروع ہوئے تو آہستہ آہستہ کھلا کہ اس نشست میں جو کچھ سامنے آیا تھا اس پر پوری حکمت عملی سے عمل ہو رہا ہے۔ جزیشن گیپ کے نام پر جس طرح ہماری تہذیبی اقدار' خاندانی روایات اور اسلامی اخلاق کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں' مغرب سے درآمد شدہ جرائم پر مبنی فلموں کا جس قدر زور تھا' جس طرح مجرموں کو ہیروز کے روپ میں پیش کر کے عریانی اور بدکاری کا زور باندھا گیا اور جس طرح مشرقی لباس اور اسلامی اقدار کے ساتھ مضحکہ کیا جا رہا تھا وہ سب وہی تھا جس کی نشاندہی اس نشست میں کی جا چکی تھی۔ یہ ایوب خان کا آخری زمانہ تھا اور الطاف گوہر صاحب ابھی سیکرٹری اطلاعات تھے۔ آج کے الطاف گوہر صاحب اور اس الطاف گوہر میں بڑا فرق تھا۔ اس وقت تک انہوں نے بھٹو کے ہاتھوں زخم نہیں کھائے تھے اور ایک ممتاز بیوروکریٹ کی حیثیت میں ان سے میرا واحد دور کا رشتہ ادب کا رشتہ تھا۔ چنانچہ میں نے انہیں اس نشست کی روداد لکھتے ہوئے ایک خط لکھا کہ میں آپ کی مجبوری سمجھتا ہوں کہ ایک بیوروکریٹ کو اپنی نوکری قائم رکھنے اور ترقی کی خواہش کے لئے حکومت کو خوش رکھنے کے لئے کیا کیا کرنا پڑتا ہے لیکن ادب کے رشتے سے جس الطاف گوہر سے واقف ہوں اس سے مجھے یہ امید نہیں تھی وہ اسلام پاکستان کی بنیاد اقدار اور اس کے عوام کی خواہشات کے خلاف بھی استعمال ہو سکتا ہے ؟اس کا جواب نہیں ملا مگر اچانک اسلم اظہر صاحب کے ایک

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی

فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

فرستادہ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ اسلم اظہر صاحب آپ سے فوراً ملنا چاہتے ہیں۔ آپ وقت دے دیں وہ آجائیں گے میں اتنے بڑے صاحب بہادر کی توجہ پر حیران ضرور ہوا کیونکہ اس پورے عرصہ میں انہوں نے مجھے بھولے سے یاد نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا کہ میں خود ان سے مل لوں گا۔

ٹی وی وہی دکھائے گا جو ہم چاہتے ہیں

اسلم اظہر صاحب سے ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ الطاف گوہر صاحب کی ہدایت پر وہ مجھ سے ٹی وی کے بارے میں مکمل تحریری رپورٹ اور تجاویز چاہتے ہیں۔ میں نے ان کو یہ مکمل رپورٹ چند روز میں دے دی اور آج اسی کی نقل کے حوالے سے آپ کے سامنے یہ روداد پیش کر رہا ہوں۔ مجھے چند روز بعد یہ اطلاع دی گئی کہ میری رپورٹ کا جائزہ اعلیٰ سطح پر لیا جا رہا ہے لیکن زمانہ تیزی سے بدل رہا تھا تھوڑے سے عرصہ بعد ۷۰ء کے انتخابات ہو رہے تھے۔ پیپلز پارٹی کے جلسوں میں اسلم اظہر صاحب بنفس نفیس شریک ہو رہے تھے اور جیسے ہی انتخابات کا اعلان ہوا' ٹی وی کا کریلا اور نیم چڑھا ہو گیا اور وہ ننگا کھیل شروع ہو گیا جس کا انتظار تھا۔ اسلام اور ہماری تہذیب کے خلاف ہر تیر زہریلا ہو گیا تھا۔ ٹی وی پر عورتیں آنکھیں مارنا سکھا رہی تھیں اور اپنی بغلوں کی نمائش کر رہی تھیں۔ حج فلم کے ساتھ میں نے یہ تماشا نہیں دیکھا کہ اس سے قبل کمال شو دکھایا گیا اور حج کے فوراً بعد ایک نہایت عریاں فلم کی نمائش رکھی گئی۔ نئی نسلوں کے ذہن سے مذہبی تقدس کا نقش مٹانے کے لئے ہر سطح پر یہ اہتمام کیا جا رہا تھا۔ میں نے ایسے گھرانے میں' جہاں کی تربیت ابھی تک مسلم معاشرے کی تمام خصوصیات سنبھالے ہوئے تھی اور جہاں پردہ بھی باقی تھا یہ دیکھا کہ مذہبی پروگراموں کے وقت ٹی وی بند کر دیا جاتا تھا۔ پانچ وقت کے صوم و صلوٰۃ دادا کے سامنے پوتے پوتیاں ڈانس کرتے اور آنکھیں مارتے۔ ذرائع ابلاغ کا ایک مؤثر ترین ادارہ پاکستان میں ہر اسلامی' اخلاقی اور تہذیبی قدر کے شعور کو ابھار کرنے کے بجائے اس کے خلاف جہاد کر رہا تھا۔ الطاف گوہر جیل میں تھے۔ میں اسلم اظہر صاحب سے اپنی رپورٹ کا نتیجہ معلوم کرنے ان سے ملا۔ ان کا جواب تھا شمیم صاحب ہم نے آپ سے رپورٹ اس وقت مانگی تھی جب ہم آپ کو معاشرے کی اکثریت کا نمائندہ سمجھ رہے تھے۔ مگر انتخاب کے نتائج نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عوام نے آپ کے نقطہ نظر کے خلاف ووٹ دیا ہے اور ہمارے نقطہ نظر کی تائید کی ہے۔ اب ٹی وی وہ دکھائے گا جو ہم چاہتے ہیں.......

وہی لوگ' ذہن.......اور وہی کام

میرے لئے یہ جواب ایسا المیہ تھا کہ میں اب تک اس کے زخم سے محفوظ نہیں ہوں۔ میں نے ٹی وی کا بائیکاٹ کر دیا ہے اور آج بھی اس پر قائم ہوں۔ کتنی مضحکہ خیزبات ہے کہ جس ادارے کے لئے چن چن کر وہ آدمی منتخب کئے گئے تھے جو ایوب خان اور بھٹو کے منصوبہ کے مطابق اسلام اور اسلامی اقدار کے خلاف جہاد کر سکیں' آج بھی وہی اذہان اس ادارے کی ہر سطح پر موجود ہیں اور ان سے "اسلامی قدار" کو پھیلانے کا کام لیا جا رہا ہے۔ کیا یہ مضحکہ خیز بات نہیں کہ جن افراد کی شخصیت اور ذہنوں میں ہر اس قدر سے مخاصمت موجود ہے جو پاکستان اور اسلام کا تقاضہ ہے' ان سے "اسلام کا کام لیا جا رہا ہے"۔

(ماہنامہ الفجر سے کچھ تلخیص کے ساتھ)

آج کا پورا منظر اس حقیقت کی تصدیق کر رہا ہے جس کا ذکر پروفیسر شمیم احمد صاحب نے اپنی اس آپ بیتی میں کیا ہے۔ اب سب کچھ آنکھوں کے سامنے ہے۔ گھر گھر سینما ہاؤس کھولنے سے اس کام کا آغاز ہوا تھا اور اب گھر گھر مجرا ہو رہا ہے۔ مرکز نگاہ اب گانے والا اور گانے والی ہے۔ کروڑوں روپے اس مقصد کے لئے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ بڑے بڑے ہال ہیں۔ فرنیچر سجا ہے۔ اسٹیج لگا ہوا ہے۔ سینکڑوں نشستوں کا اہتمام ہے۔ چمک دمک آخری حدود کو چھو رہی ہے۔ (وہ اسے "سیلاب رنگ و نور" کہتے ہیں) خاص قسم کا ذوق رکھنے والے حاضرین یکجا کئے جاتے ہیں۔ بیوٹی پارلر سے آنے والی مائیں ہیں تو ماڈ بیٹیاں ہیں۔ زرق برق لباس ہیں۔ فیشن ہے۔ بے باکی ہے۔ جھوم جھوم کے داد دینے والوں میں باپ بھی شامل ہیں اور بیٹے بھی۔ ہاؤ ہو کا ہنگامہ بپا ہے۔ ایک ایک بول پر تڑپ رہے ہیں۔ قربان ہوئے جا رہے ہیں۔ کیا مرد کیا عورتیں' سب کی حالت ایک ہے۔ ایک ہی نشہ سب کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے......اسی نشے کو قوم کے بچے بچے کی رگ رگ میں اتارنے کے لئے نوجوان کی مخلوط ٹولیاں ساحل سمندر پہنچائی جا رہی ہیں۔ ماڈرن گویے بھی پیچھے ہیں۔ وہ گا رہے ہیں۔ تھرک رہے ہیں۔ "جذبات" کا اظہار کر رہے ہیں۔ لڑکے مبہوت ہیں۔ لڑکیاں نچھاور ہوئی جا رہی ہیں۔ گویوں کو عقیدت سے دیکھا جا رہا ہے۔ نئی نسلوں کو ناچتے تھرکنے کی ثقافت میں ڈبونے کے ماسٹر پلان پر پوری خوش اسلوبی سے عمل ہو رہا ہے اور اس سب کچھ کے باوجود حکمران اپنے خلوص کی کہانیاں بیان کرتے نہیں تھکتے۔ وہ عوام سے جو مینڈیٹ لے کر آتے ہیں اور اپنا جو منشور ملک کے سامنے رکھتے ہیں' اس میں ایسے شب و روز کا کوئی ذکر تک نہیں ہوتا۔ لیکن وہ سارا کام انہی شب و روز کے تسلط کے لئے کرتے ہیں۔ وقت کے مؤثر ترین ذریعہ ابلاغ کو انہوں نے اپنی تہذیب کی اشاعت کے لئے وقف کر رکھا ہے......تب کیا پوری ایک چوتھائی صدی پر پھیلا ہوا یہ منظر بھی ہماری آنکھیں کھولنے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا؟

ہوش میں آنے کا بھی تو ایک وقت ہوتا ہے۔ اس کے بعد کوئی دیوار' کوئی چھت' کوئی چادر' کوئی چار دیواری پناہ نہیں دے سکتی۔

بقیہ، جینے کا سلیقہ

چلتے تھک جائے تو کسی درخت کے سائے میں ہی ذرا سستا لیتا ہے۔ دوران سفر تکلیف بھی برداشت کرتا ہے اور چہرے پر بل نہیں آتا آپ دیکھتے نہیں لوگ گھر جانے کے لئے گاڑیوں اور بسوں کے ڈنڈوں سے لٹک رہے ہوتے ہیں اور بلا کی سردی میں بھی بسوں کی چھتوں پر بیٹھے سفر کر رہے ہوتے ہیں اور منزل پر پہنچنے کا شوق ان کے ذہن میں ایسا غالب ہوتا ہے بس کی چھت کو بھی ائیر کلاس میں سفر کرنا تصور کرتے ہیں اسی طرح راہ چلتا مسافر کسی بے جا دوستی اور خواہ مخواہ کی دشمنی ہرگز مول نہیں لیتا۔

مختصر یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے ان دو مثالوں میں مومن کو دنیوی زندگی کے لئے پوری رہنمائی دے دی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں رہو اللہ کا بندہ بن کر رہو پھر زندگی بسر کرو۔ محنت کرو' خوب کماؤ اور وطن میں پہنچ کر آرام سے زندگی بسر کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ بچت کرو اور یہاں پر اس چیز کے حصول کی کوشش کرو جو تمہیں وطن میں کام آسکے۔ کیا خوب کہا اکبر نے۔

ز قرآن بے خبر مشکین
واز عقبی مشو غافل
چہ خوش گفت اکبر خوش
کہ حساب آنجا کتاب ایں جا

یعنی قرآن پڑھنے' سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے غافل نہ رہے اور آخرت کی زندگی کو مت بھلا دینا ساری بات حساب کتاب کی ہے۔ تو اس چند روزہ زندگی میں اللہ کی کتاب کو نہ بھولو۔ آخرت میں حساب آسان ہو گا گویا یہ اس دنیا کے لئے کتاب کھلی ہے اور حساب اگلی دنیا میں ہو گا۔

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح
اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
سُنارا جیولرز
آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر: ۷۴۳۵۰۸۰

دُنیا میں صبر کی برکتیں

آخرت میں صبر کے فائدے

صبر کے باب میں خدا تعالیٰ کا کلام کافی وکیل ہے۔ فرمایا "اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر کراؤ اور ڈرو شاید اس سے تمہیں نجات نصیب ہو جائے"۔ اور فرمایا "صبر کر تم نہیں ہے صبر مگر ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے"

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ صدمہ پہنچنے پر صبر کرنا بہتر ہے ایک روایات میں آیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا سارا مال تلف ہو گیا ہے اور میرے جسم کو بیماری نے لاغر کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کسی بندہ کا ضائع نہ ہو اسے کوئی بیماری یا رنج پہنچے تو اس میں کوئی نیکی اور خوبی نہیں۔ کیوں کہ خدا تعالیٰ جب کسی بندے کو دوست بناتا ہے تو اسے مصیبت میں ڈال دیتا ہے پھر اسے صبر عطا کرتا ہے۔ روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کسی بندے کو اللہ کے ہاں سے کوئی درجہ ملا ہوتا ہے' تو وہ شخص اس درجے کو اپنے خاص عمل سے حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ اس پر بیماری کی بلا نازل ہوتی ہے۔ تب وہ اس درجے کو پہنچ جاتا ہے۔

روایت ہے کہ جب آیت "جو بدی کرتا ہے تو اس کے موافق اسے جزا دی جاتی ہے" نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت نازل ہوئی ہے تو اس کے بعد خلاصی کیوں کر ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خدا تمہیں بخشے۔ کیا تم بیمار نہیں ہوا کرتے اور جب بیماری میں مبتلا ہوتے ہو تو کیا صبر نہیں کرتے۔ تمہیں غم و الم لاحق نہیں ہوتا؟ یہ تمام اعمال کی پاداش میں ہیں۔ یعنی سارے گناہوں کا کفارہ۔

صبر تین طرح کا ہے۔ ایک خدا کے لئے ہے وہ اس طرح کہ انسان خدا کے احکام بجالائے جن کاموں سے منع کیا گیا ہے۔ ان سے باز رہے۔

دوسرا صبر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی آدمی خدا کی تقدیر پر صابر و شاکر رہے۔ تیسرا صبر خدا کے لئے ہوتا ہے۔ یعنی خدا نے روزی دینے' روزی کو کشادہ کرنے' مددگار ہونے اور آخرت کا ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے "اس پر صبر کے ساتھ انتظار کرے۔

بعض بزرگ فرماتے کہ صبر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ بندہ اپنے کام میں صبر کرے۔ دوسرے یہ کہ جو کام بندے کا نہیں اس پر صبر کرے کام پر صبر کرنا دو طرح کا ہے۔ ایک یہ کہ اس کام کے بارے میں خدا نے جو احکام ہیں۔ ان میں صبر کرے۔ دوسرے یہ کہ خدا کے جو نواہی ہیں' ان میں صبر کرے۔ جو بندہ کا کام نہیں۔ اس میں صبر یہ ہے کہ بندہ پر جو رنج و مصیبت آتی ہے' وہ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہے۔ انسان اس میں صبر کرے۔ جیسے جسمانی مشقت' روحانی رنج اور بیماری وغیرہ۔ بزرگوں کا کہنا ہے کہ صبر کرنے والے تین طرح کے لوگ ہیں ایک وہ ہیں جو وقت پر صبر کرتے ہیں تیسرے وہ ہیں جو سراپا صبر ہی صبر ہیں۔

حضرت جنید فرماتے ہیں کہ مسلمان کے لئے دنیا سے آخرت کا سفر کرنا بہت آسان ہے مگر خدا کے مقابلے میں مخلوق سے جدائی اختیار کرنا بہت مشکل ہے۔ اس سے بھی زیادہ سخت یہ ہے کہ خود بخود خدا کی طرف رغبت کرے۔ خدا کے ساتھ صبر کرنا بھی سخت مشکل ہے۔

جب جنید سے صبر کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ بغیر ترش روئی کے تھوڑا تھوڑا کڑوا گھونٹ پی جانا صبر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ صبر ایمان کے جسم کا سر ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ قول آنحضرت ﷺ کا ہے۔

ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ صبر کے معنی ہیں۔ مخالفت سے دور رہنا۔ غم و غصہ کو آرام کے ساتھ برداشت کرنا۔ اور میدان معیشت میں فقر و تنگی میں تونگری ظاہر کرنا۔ کہا گیا ہے کہ صبر یہ ہے کہ انسان بلا کو اچھی طرح ادب کے ساتھ جھیلے اور فرمایا صبر ایک دولت ہے جو بلا کی حالت میں شکوہ شکایت نہ کرنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ فرمایا۔ صبر یہ ہے کہ بلا وارد ہوتے وقت انسان نیکی کے ساتھ اسی طرح ثابت قدم رہے۔ جس طرح تندرستی کی حالت میں ہوتا ہے۔ فرمایا بندگی اور اطاعت کا سب سے نیک اور اچھا اجر صبر ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی اجر نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے "جن لوگوں نے صبر کیا ہم ضرور انہیں زیادہ نیک چیزوں کے ساتھ اجر دیں گے جیسا کہ وہ کرتے ہیں" فرمایا "صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب پورا دیا جاتا ہے"

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ صبر یہ ہے کہ انسان خدا کی راہ میں ثابت قدم رہے۔ اگر آزمائش اور بلا اس پر نازل ہو تو کشادہ پیشانی اور فراخ دلی سے اسے قبول کرے۔ فرمایا۔ احکام الٰہی پر ثابت قدم رہنا اور سنت نبوی ﷺ کو مضبوطی سے قائم رکھنا صبر ہے۔ یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ عاشقوں کا صبر زاہدوں سے زیادہ سخت ہے۔ تعجب ہے کہ وہ کس طرح صبر کرتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ شکوہ شکایت نہ کرنا صبر کہلاتا ہے اور صبر کے معنی یہ بیان کئے جاتے ہیں کہ اپنے پاک پروردگار سے مدد طلب کی جائے۔ اس کی طرف پناہ لی جائے۔ اور کہا گیا ہے کہ صبر کی مشقت خدائے تعالیٰ کے نام سے ہے۔ نعمت اور محنت کی حالت میں یکساں طور پر آرام خاطر سے صبر کرنا صبر کہلاتا ہے۔ بلا اور تنگی کو آرام اور دنیا کرنا صبر ہے۔ ●●

اطاعت مصطفیٰ ﷺ آنکھوں کا نور ہے

از محمد عثمان غنی جوہر آباد

اطاعت مصطفیٰ ﷺ آنکھوں کا نور ہے
از محمد عثمان غنی جوہر آباد
اطاعت مصطفیٰ آنکھوں کا نور ہے
زندگی میں لطف اور آخرت میں سرور ہے
خوب لے لی ہم نے ہر سمت ہے روشنی
اسی لئے نازاں ہیں مسلماں اور ہمیں کو غرور ہے
[illegible] قسمتی کی یہ ہے [illegible] زمانے کے لئے
اسی میں رحمت خدا کا ظہور ہے
سچا ہے مسلماں اس بات [illegible]
[illegible] جو کی [illegible] غرور ہے
اطاعت مصطفیٰ ﷺ [illegible] ہے کبھی
[illegible]

اس زمانے میں

آسیہ بشریٰ انجم جوہر آباد

جو حق سنائے وہی ہے پاگل اس زمانے میں
جو دین سے ہٹ جائے وہی ہے عاقل اس زمانے میں
ایسا کوئی نہیں دیکھا آج کے دور میں
جو ہو خوبیوں میں کامل اس زمانے میں
علم رکھتا ہے جو دین و اخلاق کا
وہی ہے جاہل اس زمانے میں
جو سچا ہو وہی ہے جھوٹا [illegible]
کتنی سچی بات ہے اس کی زہر قاتل اس زمانے میں
نہ کر شکوہ کسی کا اے انجم کوئی نہیں جو ہو قابل اس زمانے میں

طب وصحت

از۔ حکیم محمد طارق محمود چغتائی گولڈ میڈلسٹ' احمد پور شرقیہ

شیرازی قہوہ

شاہان ہند کے سربستہ راز کا انکشاف

طب شاہان ہند کی منظور نظر اور ماند چشم کو ہر رہی تمام سلاطین اور امراء نے اس کی ترویج و ترقی کے لئے وہ کارہائے نمایاں اقوام عالم کے سامنے پیش کئے' جسے شاید چشم فلک اس سے پہلے نہ دیکھ سکی ہو۔ سلاطین ہند نے جب دواؤں کے ذائقوں کو ناپسند کیا تو خرد طبی اور عقل حکیمانہ نے فوراً خمیرے کی بنیاد ڈالی تاکہ دواؤں کے اثرات باقی اور جاری رہتے ہوئے ان کے ذائقے کو خوب سے خوب تر بنایا جائے۔

زیر نظر سطور جو کہ راقم کے خاص الخاص تجربات اور مشاہدات سے تعلق رکھتی ہیں' اس میں احقر ایک ایسا طبی فارمولہ پیش کررہا ہے' جو صدیوں سے آزمایا اور پرکھا ہوا ہے' جو بادشاہ کے دسترخوان خاص میں تمام کھانوں کے بعد لذت کام و دہن کو محفوظ اور صحت و تندرستی کو باقی رکھنے کے لئے ایک جزو لازم تھا۔ وہ جس سے شاہی مہمانوں کی تواضع اور پر تکلف دعوت کی جاتی تھی۔ عرصہ دراز تک یہ راز تحیر اور ورطہ حیرت کے بحر عمیق کے گوشہ خلوت میں رہا اور سینہ در سینہ منتقل ہوتا رہا لیکن پھر مخلص اطباء کرام کی کاوشوں سے قرطاس ابیض پر تریاق اسود سے رشحات قلم سے عالم وجود میں آیا اور ہر کس و ناکس اس سے مستفید ہوئے۔

ہم عرصہ دراز سے اس قہوہ کو خود اور اپنے مریضوں کو استعمال کرا رہے ہیں' احقر کی شروع سے عادت وہی ہے کہ جس چیز سے خلق خدا کو نفع عظیم پہنچے اس کو گناہوں کی طرح چھپانا ظلم عظیم سمجھتا ہے اور ایسے نایاب اور قیمتی نسخہ جات پیش کرتا رہتا ہوں تاکہ قارئین اس سے مستفید ہوں اور اس کے صلے میں احقر عنداللہ ماجور ہونے کی خواہش رکھتا ہے۔

ایک صاحب نے شکایت کی کہ کھانے کے ہضم کے لئے سینکڑوں قسم کی لاتعداد ادویہ استعمال کرچکا ہوں' لیکن افاقہ نہ ہوا احقر نے اس قہوہ کو استعمال کرنے کا مشورہ دیا۔ کچھ دنوں تک مریض تندرست ہوگیا۔

قہوہ امراض پیٹ' امراض اعصاب' سینہ کے امراض اور دماغ کے لئے لاجواب چیز ہے۔ قے' متلی اور منہ کے ذائقے کی خرابی کے لئے اکثر مستعمل ہے۔

چائے کا استعمال سینکڑوں امراض کے باعث ہے۔ ماہرین نے چائے میں موجود اجزاء فاسدہ کو خطرناک امراض کا باعث قرار دیا ہے۔ اگر اس کی جگہ صدیوں سے آزمایا ہوا ایک طبی نسخہ استعمال کیا جائے تو حیرت انگیز فوائد سامنے آئیں گے۔ سردیوں میں ہاتھ پاؤں کا ٹھنڈا ہونا' دل کی دھڑکن' گیس' غذا کا ہضم نہ ہونا' منہ میں پانی بھرنا' بدبودار گیس کا خارج ہونا' بھوک کی کمی' پیشاب کا بار بار اور زیادہ آنا اور قطرے کرنا' مثانے کی عضلاتی کی کمزوری' پھوڑے سے کام سے بدن میں سستی' کاہلی اور بدن کا دکھنا' غنودگی وغیرہ تمام امراض میں کامیابی سے مستعمل ہے۔

ایک صاحب مسلسل نزلہ اور زکام کی شکایت میں مبتلا رہتے تھے۔ تھوڑی سی سرد ہوا چلی یا کوئی پھل وغیرہ کھالیتے تو فوراً نزلہ زکام کی کیفیت سے دوچار ہوجاتے۔ شیرازی قہوہ تجویز کیا اور ساتھ پرہیز استعمال کو دیا گیا اور موصوف کو افاقہ ہوا۔

عام طور پر نزلہ زکام اور خاص طور پر سرد موسم میں ان امراض کی کثرت ہوجاتی ہے۔ ایسے میں اس قہوہ کا استعمال کیا جائے تو جہاں یہ قہوہ نزلہ زکام سے بچاتا ہے۔ وہاں لقوہ' فالج اور نمونیہ جیسے سردی کے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔

ھوالشافی

بادیاں خطائی ۱۰۰ گرام۔ لونگ ۳۰ گرام۔ دار چینی ۳۰ گرام۔ الائچی کلاں ۵۰ گرام۔ الائچی خورد ۲۰ گرام۔ پودینہ ۱۰ گرام۔

تمام اجزاء باریک کرکے محفوظ رکھیں اور چائے کی طرح ابالیں اور قہوہ بنالیں' فوائد سے مستفید ہوکر احقر و کمترین کو دعاؤں سے یاد کریں۔

نوٹ :- توجہ طلب مسائل کے لئے جواب لفافہ ساتھ بھیجیں۔

فاروق آباد میں ورکرز میٹنگ سے مبلغین ختم نبوت کا خطاب

فاروق آباد ---- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کا اجتماع حاجی محمد حسین جنجوعہ کی صدارت میں جامعہ اسلامیہ درس محلہ میں منعقد ہوا جس کے مہمان خصوصی مولانا محمد یعقوب ربانی تھے۔ جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی تکفیر پر مفصل روشنی ڈالی آپ نے فرمایا کہ امت مسلمہ نے ایک صدی سے زائد عرصہ قادیانیت کے مقابلہ میں جدوجہد کی ہے پاکستان بننے سے قبل انفرادی طور پر اور پاکستان بننے کے بعد اجتماعی طور پر مرزائیت کا تعاقب کیا۔ اور انشاء اللہ العزیز یہ مشن جاری رہے گا انہوں نے کہا کہ مسجد کے محراب و منبر سے لے کر اسمبلی اور سینیٹ کے فلور تک لوئر کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک پاکستان سے لے کر سعودی عرب تک بیسیوں عدالتوں اور ملکوں نے مرزائیت کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کی مرزائیت کے خلاف جتنا کام ہوا ہے اسے دنیا کائنات کی کوئی طاقت رول بیک نہیں کر سکتی۔ مولانا خدا بخش نے کہا کہ مرزائیت ناسور ہے جب تک ملت اسلامیہ کے جسد اطہر سے اسے الگ نہیں کیا جاتا یہ ناسور بڑھتا جائے گا علماء کرام کو ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنی چاہئے ورکرز میٹنگ مولانا محمد اسماعیل کی دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔ انشاء اللہ العزیز اس قسم کی میٹنگوں سے ورکروں میں نیا جوش و ولولہ پیدا ہوگا۔

قبول اسلام

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری مولانا محمد اسماعیل کے دست حق پرست پر ایک قادیانی نوجوان مسمی اللہ دتہ ولد سردار علی سکنہ ہنجر وال ملتان روڈ لاہور نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ مذکور نے اپنے بیان میں کہا کہ میں سرور کائنات ﷺ کو غیر مشروط طور پر خاتم النبیین مانتے ہوئے اقرار کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ولد مرزا غلام مرتضیٰ سکنہ قادیان کو دجال' کذاب' مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں نیز مرزا قادیانی کو نبی اور مذہبی مصلح ماننے والے قادیانی اور لاہوری گروپوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ موصوف کی استقامت کے لئے پیر عارف حسین شاہ ایم پی اے حافظ آباد نے دعا کرائی اس موقعہ پر مولانا ابدالراشدی' مولانا خورشید احمد گنگوہی' مولانا ظفر اللہ شفیق' جنرل انصاری' مولانا حسین احمد اعوان' قاری عبدالحمید قادری' مولانا خلیل الرحمان حقانی' مولانا عبدالمالک خان بھی موجود تھے۔

تحریر: مولانا عبدالرشید انصاری

انسداد توہین رسالت کے قانون میں ترمیم

عقیدے کے سنجیدہ معاملے کو سطحی نظر سے دیکھنے کی غلطی نہ کی جائے

اپریل کے دوسرے عشرے کے اختتام پر پنجاب اسمبلی نے ایک متفقہ قرارداد منظور کر کے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ توہین رسالت کے انسداد کے قانون ۲۹۵۔ سی میں ترمیم نہ کی جائے اور اہانت رسول کے سنگین جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے موت کی سزا برقرار رکھی جائے دراصل یہ قرارداد ملک میں جاری احتجاج اس بحث کا حصہ ہے جو پانچ اپریل کو وزیر اطلاعات خالد احمد کھرل کی جانب سے دی گئی اس اطلاع سے شروع ہوئی کہ آج کابینہ کے اجلاس میں وزیر اعظم نے وزیر قانون کو انسداد توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کا مسودہ مرتب کرنے کا حکم دے دیا ہے کہ شاتمان رسول کے لئے قانون میں موجود سزا منسوخ کر کے ان کے لئے زیادہ سے زیادہ دس سال قید کی سزا مقرر کی جائے اس پر عوام اور خصوصاً" تمام دینی حلقوں میں غصہ اور اشتعال کا پیدا ہونا ایک لازمی امر تھا چنانچہ دوسرے ہی روز اسلام آباد میں سرکاری حلقوں کو اس بات کی وضاحت کرنا پڑی کہ وفاقی کابینہ نے قانون میں جس ترمیم کا فیصلہ کیا ہے وہ توہین رسالت کے رائج الوقت قانون میں مداخلت مقصود نہیں بلکہ اس قانون میں ایک نئی شق کا اضافہ کرنا ہے جس کے تحت توہین رسالت کا کسی پر جھوٹا الزام لگانے والے کو دس سال تک کی سزائے قید دی جا سکے گی۔ اخبارات نے یہ وضاحت بھی کر دی کہ یہ غلط فہمی اس لئے پیدا ہوئی کہ قانون کی دفعہ ۲۹۵ سی میں ایک ذیلی دفعہ کے ذریعہ اضافے کے بجائے اسی دفعہ میں ترمیم کا ذکر کیا گیا تھا۔ ان بیانات کے بعد اصولاً" بحث و احتجاج کا سلسلہ ختم ہو جانا متوقع تھا مگر قومی اسمبلی کے ایک اقلیتی رکن نے یہ بیان دے کر اس میں مزید اضافہ کر دیا کہ وزیر اعظم صاحبہ سے ہماری بات ہو گئی ہے انہوں نے توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کا حکم دے دیا ہے اس لئے بجا طور پر پنجاب اسمبلی کے ارکان نے صاحبزادہ فضل کریم کی پیش کردہ قرارداد حزب اقتدار و حزب اختلاف کی تمیز اور تشخص کا لحاظ کئے بغیر متفقہ طور پر منظور کر کے عملاً" حکومت پر واضح کر دیا کہ توہین رسالت کے مرتکبین کی سزا میں تخفیف کا عندیہ معمولی مسئلہ نہیں ہے اس سلسلہ میں اگر کوئی بھی نامنصفانہ اقدام کیا گیا تو وہ خود حکومت کے لئے بھی گوناں گوں مشکلات کا باعث بن سکتا ہے۔

انسداد توہین رسالت کے قانون کے تدوینی مراحل

گستاخان رسالت اور شاتمان نبی کے لئے موت کی سزا کا رائج الوقت قانون پینل کوڈ کی اس دفعہ ۲۹۵ کا حصہ ہے جو برطانوی دور تسلط میں بھی رائج تھی ۱۹۲۷ء میں اس میں ضابطہ اے الف کا اضافہ کیا گیا تھا اس کے تحت لوگوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کا الزام ثابت ہونے پر اڑھائی سال تک کی سزا ملزم کو دی جا سکتی تھی ۱۹۸۲ء میں پاکستان کے فوجی سربراہ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے قرآن کریم کے تقدس کے تحفظ کے لئے اسی قانون میں ضابطہ ب کا اضافہ کیا جب کہ ۱۹۸۵ء کو قومی اسمبلی نے جس کے ممبران میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مرحوم، علامہ مصطفیٰ الازہری مرحوم، علامہ شاہ بلیغ الدین اور مولانا معین الدین لکھوی ایسے اکابر اہل علم بھی شامل تھے دفعہ ۲۹۵ سی میں ضابطہ سی کا اضافہ کر دیا تھا جس کے بموجب پیغمبر اسلام حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بولے یا لکھے ہوئے لفظاً یا اشارۃً بالواسطہ یا بلاواسطہ طور سے ان کے مقدس نام کو یا آپؐ کے تقدس کے بارے میں توہین آمیز رویہ پر موت، عمر قید یا جرمانے کی سزا مقرر کی گئی تھی۔ اگرچہ اسلامی شریعت کی رو سے یہ قانون بھی توہین رسالت جیسے قبیح ترین جرم کے مرتکبین کو ٹھیک ٹھیک سزا دینے کے تقاضے پورے نہیں کرتا تھا کیونکہ اسلامی قانون انسانیت کے محسن اعظمؐ اور ہادی اعظمؐ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے وجود کو اپنی اقلیم میں مسترد کرتا ہے اور اسے دنیا سے چلتا کرنے کا حکم دیتا ہے لیکن ۱۹۹۰ء میں فیڈرل شریعت کورٹ کے چیف جسٹس گل محمد نے لاہور کے ایک فاضل وکیل محمد اسماعیل قریشی کی رٹ پٹیشن کا فیصلہ سناتے ہوئے عمر قید اور جرمانے کی سزا کو خلاف شریعت تسلیم کر کے اسے قانون سے حذف کر دیا تھا واضح رہے کہ اس پٹیشن میں جید علماء، وکلاء اور اصحاب فضل و دانش نے اپنی اپنی آراء نوٹ کروائی تھیں اس دور میں موجودہ وزیر اعظم بے نظیر صاحبہ کی ہی حکومت تھی خبریں آ رہی تھیں کہ ان کی حکومت اس سلسلے میں اپیل دائر کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہے مگر ایسے کسی اقدام کی نوبت نہیں آئی تھی کہ صدر غلام اسحاق خان نے آئین کی آٹھویں ترمیم کے تحت ان کی حکومت کو برطرف کر دیا ان کے بعد غلام مصطفیٰ جتوئی عبوری وزیر اعظم بن گئے تو ان کے عہد حکومت میں سیکریٹری قانون ضیاء محمود مرزا نے فیڈرل شریعت کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بنچ میں حکومت کی طرف سے اپیل داخل کر دی، نگران کے بعد میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم بنے تو شدید عوامی دباؤ کے تحت انہوں نے یہ اپیل واپس لے لی چنانچہ الحمد اللہ کہ گستاخی رسول کا ارتکاب کرنے والے بدباطنوں کے لئے جرم ثابت ہونے پر موت کی سزا قانون میں اب بھی موجود ہے۔

قادیانی ریشہ دوانیاں

انسداد توہین رسالت کا قانون مستحکم اور غیر مبہم ہو جانے کے بعد سب سے پہلے قادیانیوں کی جانب سے اس کے خلاف آواز اٹھنا شروع ہوئی لیکن پھر وہ منقار زیر پر کے مصداق دبک گئے جب کہ بعد ازاں ملک میں ایک سے زیادہ واقعات ایسے ہوئے جن میں توہین رسالت کے ملزموں کا تعلق اتفاقاً" عیسائی اقلیت سے تھا بس پھر کیا تھا ایک منظم طریقے سے انسانی حقوق کے خود ساختہ اجارہ دار بھی انسانیت ہی کے محسن اعظمؐ کی شان میں بدزبانی کرنے والوں کو قانون کی زد سے بچانے کے لئے میدان میں آ گئے اور اس قانون ہی کو منسوخ کرانے کی کوششیں شروع ہو گئیں۔

اکرم عرب! توہین رسالت کے قانون کا پہلا سزا یافتہ

حالانکہ اس سے پہلے جولائی ۱۹۹۰ء میں لاہور کی سیشن عدالت اسی قانون کے تحت جرم ثابت ہوجانے پر اکرم عربی نامی شخص کو ستائیس سال قید بامشقت اور دس ہزار روپے جرمانہ کی سزا کا حکم سنا کر جیل میں بند کرچکی تھی اس شخص کو اس کے جرائم کی سزا دینے کے لئے راقم مضمون ہذا نے ۸ اگست ۱۹۸۸ء کو لاہور کے متعلقہ تھانہ میں رپورٹ درج کروائی تھی مگر بڑی تگ و دو کے بعد پولیس نے دو ماہ بعد ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو مقدمہ قائم کرکے کارروائی کا آغاز کیا تھا اس کیس میں ملزم کے گھناؤنے مذہبی جرائم کو عدالت میں ثابت کرنے کے لئے ارشاد احمد قریشی ایڈووکیٹ نے وکالت کے فرائض انجام دیئے تھے جب کہ سرکار کی طرف سے استغاثہ کی تائید کے لئے ملک نعیم ایڈووکیٹ پیش ہوئے تھے مگر اس وقت تک نہ تو کسی کے پیٹ میں حقوق انسانی کا درد اٹھا اور نہ ہی کسی نے اس قانون کو بنیادی حقوق کے منافی قرار دیا' غالباً" اس لئے کہ اس وقت تک قانون کی خلاف ورزی کرنے والا توہین رسالت کا ملزم ایک ایسا شخص تھا جو قادیانی یا کسی اور غیر مسلم اقلیت سے تعلق نہیں رکھتا تھا بلکہ یہ ملزم خود کو مسلمان بتا کر اسلام کے پیغمبر کی توہین کا ارتکاب کررہا تھا' قادیانی اقلیت چونکہ ایک سازش کی پیداوار ہے اور سازش اس کی گھٹی میں پنہاں ہے اس لئے یوں لگتا ہے کہ درحقیقت خود پس پردہ رہ کر اس نے پاکستان کی بڑی اقلیت مسیحیوں کو اس قانون کی مخالفت کرنے اور مسلمانوں اور اقلیتوں کے مابین برسوں سے قائم سازگار فضا مکدر کرنے کی پلاننگ کرلی ہے اس لئے مسلم رہنماؤں' غیر مسلم اقلیتوں اور حکومت کو جذبات سے ہٹ کر بڑی احتیاط کے ساتھ دفعہ ۲۹۵ سی کے متعلق پیدا شدہ موجودہ صورت حال کے پس پردہ جھانکنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس سنجیدہ اہم مذہبی معاملے کو سطحی نظر سے دیکھنے کی غلطی نہیں کرنی چاہئے۔ ہمارے اس خدشے کو پاکستان مسیحی پارٹی کی جانب سے عدالت میں پیش کی گئی اس درخواست کے مندرجات نے قریب الیقین پہنچا دیا ہے جس میں نیشنل کونسل آف چرچز کے لاہور میں مجوزہ مظاہرے کو روکنے کا یہ کہہ کر مطالبہ کیا گیا تھا کہ مدعا علیہان قادیانی فرقے' کمیونسٹوں نیز بھارت اور اسرائیل کے اشاروں پر کام کررہے ہیں اور ان کا مقصد امن و امان کا مسئلہ کھڑا کرکے پاکستان کے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرنا ہے اس رٹ پٹیشن میں پاکستان مسیحی پارٹی نے دیگر کے علاوہ نعیم شاکر ایڈووکیٹ اور ملک میں انسانی حقوق کمیشن کی سربراہ عاصمہ جہانگیر کو فریق بنایا تھا۔

اسلام اور اقلیتی مذاہب کا مستحسن رویہ

ہم نہیں سمجھتے کہ توہین رسالت کے قانون کی زد مسیحیت یا مسیحیوں پر پڑے گی یا ہمارے ملک کی کوئی اور اقلیت اس کے نشانے پر آجائے گی کیونکہ سوائے قادیانیت کے کسی بھی مذہب نے یا اس کے ماننے والوں کی قیادت نے اپنے پیروکاروں کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کی یا اسلام کے پیغمبر حضور ختمی مرتبتؐ کی توہین کرنے کی اور آپؐ کی شان میں گستاخی کرنے کی ترغیب نہیں دلائی اور نہ ہی مسلمانوں کو اجازت ہے کہ وہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام یا کسی بھی دوسرے نبی کی توہین کریں بالفرض اگر کوئی مسلمان کسی بھی وجہ سے کسی بھی نبی کی توہین کرے تو وہ اسی لمحہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجائے گا۔

قانون کی جامعیت کے بارے میں عدالت عالیہ کی وضاحت

اب تک ایک شبہ یہ تھا کہ حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو سزا دینے کے لئے قومی اسمبلی نے قانون وضع کردیا ہے مگر دوسرے انبیاء علیہم کی توہین کرنے پر پابندی نہیں لگائی۔ چنانچہ گزشتہ دنوں وسط اپریل ہی میں لاہور ہائی کورٹ کی فل بنچ نے میانوالی کے ایک عیسائی مذہبی رہنما بشپ کیتھ کی رٹ درخواست پر اپنے ریمارکس میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور رسولوں کی توہین کے مرتکب کسی بھی شخص کے خلاف توہین رسالت ایکٹ کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے' پاکستان پریس انٹرنیشنل نے لاہور سے یہ خبر جاری کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عدالت عالیہ کے اس ریمارکس نے توہین رسالت ایکٹ کے خلاف مختلف طبقات کی طرف سے چلائی گئی پروپیگنڈہ مہم کو خاموش کردیا ہے' فاضل عدالت نے مزید کہا ہے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت محمدؐ سمیت تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں عدالت نے فیصلے میں مزید کہا ہے کہ توہین رسالت ایکٹ میں لفظ "تمام پیغمبروں" استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ تمام پیغمبر جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ بشپ کیتھ نے اپنی درخواست میں عدالت عالیہ سے استدعا کی تھی کہ توہین رسالت ایکٹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام بھی شامل کیا جائے۔ عدالت عالیہ نے کہا کہ مسلمان تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان کی رسالت پر ایمان لائے عدالت عالیہ کی جانب سے قانون کی اس تشریح اور وضاحت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ مسیحی حضرات مطمئن نہ ہوں اور توہین رسالت کے قانون کے متعلق اس قانون کے حق بجانب ہونے کے بارے میں ان کے اذہان میں اب بھی شکوک و شبہات باقی رہیں۔

مخالفین سے چند سوالات

بایں ہمہ اب بھی کوئی توہین رسالت کے قانون کی مخالفت کرتا ہے تو ہمارا سوال اس سے یہ ہے کہ کیا وہ مسلمانوں کو دینی اعتبار سے اس قدر بے جان' بے احساس اور بے غیرت بنانا چاہتا ہے کہ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی توہین کی جائے اور وہ خاموشی و اطمینان سے سنتے رہیں اور زیادتی و ظلم کو رکوانے کے لئے ان کے پاس قانون کا سہارا بھی نہ ہو؟ انصاف سے بتایئے کہ جب کوئی سلیم الفطرت انسان بقائمی ہوش و حواس و صحت عقل اپنے ماں باپ یا اپنی کسی محبوب ہستی کے متعلق نازیبا الفاظ نہیں سن سکتا تو اہل ایمان سے یہ کیوں توقع کی جارہی ہے کہ اللہ اور نبی کے دشمنوں کو وہ خبث باطن کے اظہار کی کھلی چھٹی دے دیں ۲۶ اپریل کو لاہور میں عدالت عالیہ نے ایک درخواست کی سماعت کے دوران واضح کیا ہے کہ دفعہ ۲۹۵ سی انسداد توہین رسالت کا قانون آئین کے منافی نہیں ہے اگر یہ قانون منسوخ کردیا جائے تو پھر زمانہ قدیم کی طرح لوگ ملزم سے خود ہی بدلہ لے لیا کریں گے۔ عدالت نے کہا یہ قانون ملزم کو (جرم ثابت ہونے تک) جان کا تحفظ فراہم کرتا ہے اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا موقعہ دیتا ہے اور اپنی پسند کا وکیل مقرر کرنے کی سہولت دیتا ہے۔ نیز ہم اس قانون کے مخالفین کو یہ بھی بتانا مناسب سمجھتے ہیں کہ پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے' اسلام اور پیغمبر اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے اس ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہے اگر اس ملک میں بھی ناموس رسالت کے تحفظ کا قانون نہ ہو تو یہاں کے تمام مسلمانوں کو مسلمان کہلانے کا کیا حق باقی رہ جاتا ہے؟ ہم عاصمہ جہانگیر اور ان کے فکری ساتھیوں کی کھیپ سے یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ بی بی عائشہ صدیقہؓ کے سرتاج اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے برگزیدہ والد حضرت محمد عربیؐ نے آخر آپ لوگوں کا کیا بگاڑا ہے کہ گستاخان رسالت کو رعایتیں دلوانے کے لئے حقوق اور قانون کے نام پر ایک تحریک سی شروع کردی گئی ہے؟ کیا حقوق انسانی کے ضمن میں (جن کے آپ علمبردار ہیں) اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں اور خصوصاً" انسانیت کے محسن اعظم نبی اعظمؐ کے عزت احترام کے تحفظ کا پاکستانی مسلمانوں اور پاکستانی قانون کو کوئی حق نہیں ہے؟ آخر کیوں' جہاں تک اس قانون میں بیان کی گئی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے موت کی سزا کا تعلق ہے تو یہ سزا محترمہ بے نظیر بھٹو یا جنرل ضیاء الحق مرحوم نے مقرر نہیں کی پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی قانون میں اس کا احیاء کیا ہے اور عدالت عالیہ نے اسے صرف واضح کیا ہے توہین رسالت کے مجرموں اور سلمان رشدی اکرم عربی مرزا غلام احمد قادیانی اور اچھرے کے راجپال جیسے شاتمان رسول کے لئے موت کی سزا اسلامی شریعت میں چودہ سو برس پہلے سے موجود ہے اور منشائے الٰہی کے مطابق پیغمبر اسلامؐ نے مقرر کی ہے' کسی مسلمان اتھارٹی کو یہ سزا بدلنے کا حق نہیں ہے' مخالف عناصر ٹھنڈے دل سے اپنے رویئے کا

باقی صفحہ ۲۳ پر

محمد اسماعیل شجاع آبادی لاہور

مرزائی عقیدہ توحید

ختم نبوت

قادیانیت عالم اسلام کے لئے ایک ناسور کی حیثیت رکھتی ہے۔ مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں دعوی نبوت کر کے کفر و ارتداد کا ارتکاب کیا اور مسلمانان عالم سے غداری کی بنیاد رکھی۔ اسلام سے غداری اور حضرت محمد ﷺ سے کٹ کر ایک ہندی نژاد دہقان کے بیٹے مرزا غلام احمد قادیانی سے منسلک کرنا اس کے بنیادی فرائض میں سے ہے۔ مرزا قادیانی نے متعدد متضاد دعوے کئے جو قرآن و سنت اور اجماع امت سے متصادم ہیں۔ عقیدہ و توحید یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنی ذات و صفات میں وحدہ' لاشریک لہ' ہونا مذاہب عالم کا اجماعی عقیدہ ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار رسول و نبی اس عقیدہ کی تبلیغ و نشر و اشاعت کے لئے تشریف لائے لیکن مرزا غلام قادیانی نے اپنے آپ کو خدا' خدا کے مماثل' خدا کا بیٹا' خدا کی بیوی' خدا کا باپ کہہ کر اجماعی عقیدہ سے غداری کا ارتکاب کیا۔ حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

۱۔ رائیتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی ہو۔ آئینہ کمالات اسلام ۵۶۳۔

یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کرلیا کہ ہو بہو وہی ہوں۔

قرآن پاک ببانگ دہل اعلان کر رہا ہے کہ لیس کمثلہ شی۔ یعنی وہ بے مثل و بے مثالہے لیکن قادیان کا دجال اور لکھتا ہے۔

۲۔ دانیال نبی نے اپنی کتاب میں لپنا نام میکائیل رکھا ہے۔ اور عبرانی میں میکائیل کے لفظی معنی ہیں۔ خدا کی مانند مثل اربعین ۲۵ حاشیہ۔

۳۔ مرزا قادیانی کو الہام ہوا۔ انما امرک اذا اردت شیئاان تقول لہ کن فیکون۔ یعنی اے مرزا تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرلے اور کہہ دے ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ حقیقتہ الوحی ۱۰۵۔

۴۔ مسلمانان عالم کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لم یلد ولم یولد ہے۔ یعنی نہ اس کی اولاد ہے اور نہ ہی والدین لیکن مرزا قادیانی اس عقیدہ سے غداری کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ انت منی بمنزلتہ ولدی۔ یعنی تو میرے بیٹوں کی طرح ہے۔ تذکرہ ۴۲۶ سمع یا ولدی (البشریٰ ۴۹) ترجمہ اے میرا بیٹا سن۔

۵۔ مرزا غلام قادیانی کی بیوی حاملہ تھی۔ مرزا نے لکھا انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلی کان اللہ نزل من السماء یعنی ہم تجھے ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جو سچائی ظاہر کرنے والا ہوگا۔ گویا آسمان سے اللہ تعالیٰ اتر آیا گویا اس الہام میں اللہ تبارک و تعالیٰ مرزا قادیانی کے گھر جنم لے رہا ہے۔ (العیاذ باللہ)۔

۶۔ خدا تعالیٰ کی بیوی ہونے کا دعوی۔ میرا خدا سے تعلق ناقابل بیان ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم)۔

اس ناقابل بیان تعلق کو قاضی یار احمد عابد بی۔ اے۔ ایل ایل بی نے اپنے ٹریکٹ ۳۴ موسوم اسلامی قربانی ۱۲ میں بالفاظ مرزا اس طرح تحریر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے ایک مرتبہ اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔

اسلام سے دوسری غداری۔ دعوی نبوت و اختراع اجرائے نبوت

توحید خداوندی کے بعد دوسرا اہم ترین عقیدہ ختم نبوت کا عقیدہ ہے۔ جس کی بنیاد بیسیوں آیات اور سینکڑوں احادیث پر ہے۔ اور امت مسلمہ کی چودہ صدیاں بھی عقیدہ ختم نبوت پر متفق چلی آرہی ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ سرور کائنات فخر موجودات ﷺ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی ظلی و بروزی تشریعی و غیر تشریعی' جزئی و کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

یہ وہ عظیم الشان مسئلہ ہے کہ امت میں اس سلسلہ میں کبھی دو رائیں نہیں ہوئیں۔ مرزا غلام قادیانی نے نبوت کا دعوی کر کے امت مسلمہ کے اہم ترین مسئلہ اور عقیدہ سے انحراف اور غداری کا ارتکاب کیا۔ مرزا غلام قادیانی نے تشریعی نبوت کے دعوے سے قبل مختلف قسم کے دعوی کر کے نبوت کی داغ بیل ڈالنا شروع کیا۔ کبھی اپنے کو مامور من اللہ کہا' کبھی مہدی' کبھی مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا' ان دعووں سے بڑھ کر نبوت کا دعوی کیا۔ پھر نبوت کی کئی قسمیں اختراع کیں' کبھی ظلی نبوت کا دعوی کیا اور کبھی بروزی کا' کبھی عکسی نبوت کا دعوی کیا اور کبھی غیر تشریعی نبوت کا۔ بالآخر ان تمام دعووں کے بعد صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوی کر کے نبوت محمدی پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

۱۔ ہمارا دعوی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء۔

۲۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ حقیقتہ الوحی ۱۰۲۔

۳۔ خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس سال پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد و احمد رکھا ہے۔ تتمہ حقیقتہ الوحی ۱۷۔

مرزا قادیانی نے نہ صرف نبوت کا دعوی کیا بلکہ اپنے آپ کو تمام انبیاء کرام حتی کہ محمد رسول ﷺ سے افضل قرار دیا۔ کہیں اپنے وجود کو نبی کریم ﷺ کا وجود قرار دیا۔ اور کہیں تمام انبیاء کرام کا مظہر اتم قرار دے کر امت مسلمہ سے بغاوت اختیار کی۔ چنانچہ لکھا۔

۔ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعوی کرنے والا ہوتا خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد' مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا' پھر اس میں وجود محمدی مجھ میں داخل کردیا۔ نزول المسیح ۵۔

۲۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ معجزات کا دریا اس قدر رواں کر دیا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے سوا تمام انبیاء سے ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔ تتمہ حقیقتہ الوحی ۱۳۶۔

۳۔ آنحضرت ﷺ سے افضلیت کا دعوی کرتے ہوئے کہتا ہے۔

لہ خسف القمر والمنیر وان لی۔ غسق القمران المیزان اتنکر۔

اس کے لئے (یعنی نبی کریم ﷺ کے لئے) چاند کے خسوف نشان کا ظہور ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں اعجاز احمدی ۷۱۔

۴۔ تحفہ گولڑیہ میں حضور ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار قرار دی۔ ۴۰ مطبوعہ قادیان۔

اور اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ بتلائی۔ براہین حصہ پنجم ۵۶۔

●●

قادیانی مردہ باد

مرزا قادیانی کے ابّا سے ملیئے

محمد طاہر رزاق

ایک دفعہ دوپہر میں مالی سے نظر بچا کر ایک لڑکا گاؤں کے آموں کے باغ میں گھس گیا اور درخت پر چڑھ کر دھڑا دھڑ آم توڑنے لگا۔ آہٹ اور سرسراہٹ سن کر مالی درخت کی جانب لپکا اور لڑکے کو جا پکڑا۔ منہ پر دو طمانچے رسید کئے اور غصہ میں لڑکے سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "چل تجھے تیرے باپ کے پاس لے کر چلتا ہوں۔ باقی سزا تجھے وہ دے گا" اور پھر لڑکے کو کالر سے کھینچتے ہوئے کہنے لگا "بتا تیرا باپ کدھر ہے؟" لڑکا منہ بسور کر کہنے لگا "وہ ساتھ والے باغ میں آم توڑ رہا ہے، اس نے ہی میری ڈیوٹی اس باغ میں لگائی ہے اور اسی نے مجھے چپکے چپکے پھل توڑنے اور درخت پر چڑھنے کے ول سکھائے ہیں" یہ سن کر مالی، عالم حیرانی و پریشانی میں کھو سا گیا کہ الٰہی! یہ کیسے باپ بیٹا ہیں کہ باپ بھی چور اور بیٹا بھی چور۔ مالی انگلی منہ میں دبائے سوچ کی وادیوں میں گم سم کھڑا تھا کہ لڑکا موقع پا کر بھاگ گیا۔ یہ آپ نے ایک چور باپ اور چور بیٹے کی کہانی سنی جو آم چور تھے۔ لیکن آج ہم آپ کو ملت اسلامیہ کی خونچکاں تاریخ کے صفحات سے ایک چور باپ بیٹے کی کہانی سناتے ہیں۔ وہ دونوں ملت اسلامیہ کی عظمت و حرمت کے چور تھے۔ وہ دونوں قوم حجاز کی ملی غیرت کے لٹیرے تھے۔ ان دونوں کی تلواروں پر مظلوم مسلمانوں کا خون چمکتا تھا۔ وہ دونوں ملت بیضا کے غدار اور برطانوی گورنمنٹ کے وفادار ترین۔ وہ دونوں قوم مسلم کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مہکتے گلستانوں سے نکال کر صلیب کے منحوس جھنڈے تلے کھڑا کرنا چاہتے تھے۔ باپ کا نام مرزا غلام مرتضیٰ اور بیٹے کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ جب کہ مرزا غلام مرتضیٰ کا دوسرا بیٹا اور مرزا غلام احمد قادیانی کا اکلوتا بڑا بھائی مرزا غلام قادر بھی ساری زندگی انہیں شنیع دھندوں میں مصروف رہا۔ مرزا غلام احمد قادیانی انگریزی نبی بنا اور مرزا غلام قادر آزادی کے سپاہیوں کے خلاف فرنگی بے ایمان کا بازوئے شمشیر زن تھا۔ دنیا میں شاید ہی کسی شخص کی اولاد اتنی بدترین ہو۔

قادیانی اپنے نبی کے باپ کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں اور مرزا قادیانی کا اس کے گھر پیدا ہونے کو اس کی عظمت گردانتے ہیں، لیکن ہم نے قادیانی کتب کے حوالے سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر "آئینہ حقیقت" میں مرزا قادیانی کے ابا کی شکل پورے خد و خال کے ساتھ دکھانے کا اہتمام کیا ہے۔ لیجئے مرزا قادیانی کا "ابا" برائے تفصیلی معائنہ آپ کے سامنے حاضر ہے اور آپ بھی اپنی آنکھوں اور دماغوں کو حاضر کیجئے!

دربار فرنگی میں مرزا غلام مرتضیٰ کی عزت

دربار فرنگی جہاں سے آزادی کے متوالوں کو موت کے پروانے ملتے تھے، کالا پانی اور جزائر انڈیمان کے عقوبت خانوں کی سزائیں ملتی تھی، اسی دربار میں غدار وطن مرزا غلام مرتضیٰ کی کیا عزت و اہمیت تھی؟ اس واقعہ سے اندازہ لگائیے "بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک ایک دفعہ بٹالہ کے ایک ہندو حجام نے دادا صاحب سے کہا کہ میری معافی ضبط ہو گئی ہے۔ آپ ایجرٹن صاحب فنانشل کمشنر سے میری سفارش کریں۔ دادا صاحب اسے اپنے ساتھ لاہور لے گئے۔ اس وقت لاہور کے شالامار باغ میں ایک جلسہ ہو رہا تھا۔ دادا صاحب نے وہاں جا کر جلسہ کی کارروائی ختم ہونے کے بعد ایجرٹن صاحب سے کہا کہ آپ اس شخص کا ہاتھ پکڑ لیں۔ صاحب گھبرایا کہ کیا معاملہ ہے۔ مگر دادا صاحب نے اصرار سے کہا تو اس نے ان کی خاطر اس حجام کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے بعد دادا صاحب نے صاحب سے کہا کہ ہمارے ملک میں دستور ہے کہ جب کسی کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں تو پھر خواہ سر چلا جائے، چھوڑتے نہیں۔ اب آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا ہے۔ اس کی لاج رکھنا۔ پھر کہا کہ اس کی معافی ضبط ہو گئی ہے، کیا معافیاں دے کر بھی ضبط کیا کرتے ہیں؟ اس کی معافی بحال کر دیں۔ ایجرٹن صاحب نے اس کی مسل طلب کر کے معافی بحال کر دی۔ یہی ایجرٹن صاحب بعد میں پنجاب کا لیفٹیننٹ گورنر ہو گیا۔ (سیرت المہدی ص ۲۲۸ حصہ اول مصنفہ مرزا بشیر احمد بن مرزا قادیانی)

ماسے داراج

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ جب ڈیوس صاحب اس ضلع میں مہتمم بندوبست تھا اور ان کا عملہ بٹالہ میں کام کرتا تھا۔ قادیان کا ایک پٹواری جو قوم کا برہمن تھا اور محکمہ بندوبست مذکور میں کام کرتا تھا۔ تایا صاحب مرزا غلام قادر کے ساتھ گستاخانہ رنگ میں پیش آیا۔ تایا صاحب نے وہیں اس کی مرمت کر دی۔ ڈیوس صاحب کے پاس شکایت گئی تو اس نے تایا صاحب پر ایک سو روپیہ جرمانہ کیا۔ دادا صاحب اس وقت امرتسر میں تھے۔ ان کو اطلاع ہوئی تو فوراً ایجرٹن صاحب کے پاس چلے گئے اور حالات سے اطلاع دی۔ اس نے دادا صاحب کے بیان پر بلا طلب مسل جرمانہ معاف کر دیا۔ (سیرت المہدی ص ۲۲۹ حصہ اول مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

پٹواری صاحب! آپ نے ایسے ہی اپنی مرمت کروائی۔ آپ کو معلوم نہیں تھا کہ آپ نے کتنے بڑے غدار کے بیٹے کے سامنے زبان کھولنے کا جرم کیا۔ پٹواری جی آپ کی خوب پٹائی ہوئی لیکن مجرم کو بلا طلب مسل معاف کر دیا گیا۔

گھر کا قانون

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ تایا صاحب پولیس میں ملازم تھے۔ سبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع نے کسی بات پر ان کو معطل کر دیا۔ دادا صاحب نے کہا کہ اگر قصور ثابت ہے تو ایسی سخت سزا دینی چاہئے کہ آئندہ شریف زادے ایسا قصور نہ کریں۔ صاحب نے کہا جس کا باپ ایسا ادب سکھانے والا ہو اس کو سزا دینے کی ضرورت نہیں اور تایا صاحب کو بحال کر دیا۔ (سیرت المہدی ص ۲۲۹ حصہ اول مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

ہم اس پیار بھری معطلی اور محبت بھری بحالی پر یہی کہہ سکتے ہیں۔

اس شرط پہ کھیلوں گی پیا تجھ سے میں بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں ہاروں تو پیا تیری (ناقل)

یا

دل کا کیا ہے اس کو منالیں گے
وہی ہو گا جو آپ چاہیں گے (ناقل)

شوق حقہ نوشی

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ دادا صاحب حقہ بہت پیتے تھے۔ (سیرت المہدی ص ۲۳۰ حصہ اول مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

نمازیں کھاتے تھے اور حقہ پیتے تھے۔ کیا اعلیٰ شوق پائے تھے، فرنگی نبی کے ابا جان نے اپنا فرنگی ہو کر ایم کہا تھا اور پلومر کی شراب سے دل بہلاتا تھا اور باپ بنا جیتی نبی کا باپ ہو کر حقے کی نے منہ میں دبا کر گڑ گڑ کی آوازیں نکال کر خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ (ناقل)

تاکید نماز پر برہمی

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک بغدادی مولوی آیا۔ دادا صاحب نے اس کی بڑی خاطر مدارات کی۔ اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا "مرزا صاحب آپ نماز نہیں پڑھتے؟" دادا صاحب نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا اور کہا کہ ہاں بے شک میری غلطی ہے۔ مولوی صاحب نے پھر بار بار اصرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے کہ میرا قصور ہے۔ آخر مولوی نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے۔ لہٰذا آپ کو دوزخ میں ڈال دے گا اس پر دادا صاحب کو جوش آگیا اور کہا "تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ مجھے کہاں ڈالے گا۔" (سیرت المہدی ص ۲۳۱ حصہ اول مصنفہ مرزا بشیر احمد بن مرزا قادیان)

جہاں تیرے آقا انگریز کو ڈالے گا، وہیں تجھے ڈالے گا (ناقل)

محفل عیش و طرب

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ تایا صاحب کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی تھی اور کئی دن تک جشن رہا اور ۲۲ طائفے ارباب نشاط کے جمع تھے۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۲۳۳ مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

قارئین! مرزا غلام مرتضیٰ کے بیٹے اور مرزا قادیانی کے بڑے بھائی مرزا غلام قادری کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہو رہی ہے......بزم عیش و طرب آراستہ ہے......رقاصاؤں کا حسن عریاں......اپنی حشر سامانیاں دکھا رہا ہے......طبلے پر ٹھمکا لگ رہا ہے......شریر جسموں کے زاویے بن اور ٹوٹ رہے ہیں......نوٹ لٹائے جا رہے ہیں......شہنائیاں بج رہی ہیں......گھنگروؤں کی جھنکار ہے......سارنگی کی کیں کیں ہے......ڈھولک کی تھاپ ہے......پازیبوں کی دھمکیں ہیں......اور قادیانی نبوت کا خاندان بدمستی میں سر دھن رہا ہے......اور شاید کسی مغنیہ کی رسیلی آواز پر مرزا غلام مرتضیٰ اپنے دونوں بیٹوں اور دوستوں سمیت بدمست ہو کر لڈی اور دھمال ڈالتا ہوا یہ گا رہا ہو گا۔

"دم مارو دم مست جائے غم" (ناقل)

غدار کے بیٹے کی عزت

مرزا غلام مرتے مرتے وقت اپنے بیٹے مرزا غلام احمد کا ہاتھ آقا فرنگی کے ہاتھ میں دے گیا اور فرنگی سے کہا تھا کہ میری اس سوغات کو سنبھال کر رکھنا دیکھنے میں تو یہ چھنال سا ہے، لیکن چیز بڑے کام کی ہے۔ یہ تمہارا وہ کام کرے گا جس کے تصور سے ہی بڑے بڑے غدار کانپ جائیں گے انگریز نے بعد میں اسی سوغات سے دعویٰ نبوت کرایا اور مسلمانوں کی وحدت پر کاری ضرب لگائی، اپنے دعویٰ نبوت اور خاندانی غدار ہونے کے ناطے مرزا قادیانی کی فرنگی دربار میں کیا قدر و منزلت تھی۔ مندرجہ ذیل مثال اس پر خوب روشنی ڈال رہی ہے۔

"بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ جب مولوی محمد حسین بٹالوی قتل کے مقدمہ میں حضرت صاحب کے خلاف پیش ہوا تو اس نے کمرے میں آکر دیکھا کہ حضرت صاحب ڈگلس کے پاس عزت کے ساتھ کرسی پر تشریف رکھتے ہیں، اس پر حسد نے اسے بے قرار کر دیا۔ چنانچہ اس نے بھی حاکم سے کرسی مانگی اور چونکہ وہ کھڑا تھا اور اس کے اور حاکم کے درمیان پنکھا تھا، جس کی وجہ سے وہ حاکم کے چہرہ کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے پنکھے کے نیچے سے جھک کر حاکم کو خطاب کیا۔ مگر ڈگلس نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی ایسی فہرست نہیں ہے جس میں تمہارا نام کرسی نشینوں میں درج ہو۔ اس پر اس نے پھر اصرار کے ساتھ کہا۔ تو حاکم نے ناراض ہو کر کہا کہ بک بک مت کر پیچھے ہٹ اور سیدھا کھڑا ہو جا" (سیرت المہدی حصہ اول ص ۲۴۸ مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

انگریزوں کا نوکر

مرزا قادیانی اپنے باپ کی غداریوں پر گواہی دیتا ہوا کہتا ہے۔

"اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آگیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریز کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عندالضرورت خدمات بجالاتا رہا۔ یہاں تک کہ سرکار انگریز نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر وقت اپنی عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غمخواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں میں سے سمجھا۔ (نور الحق حصہ اول ص ۲۸ مصنفہ مرزا قادیانی)

لعنت بر پدر فرنگ (ناقل)

باپ کے بعد بیٹے "مسند غداری پر"

مرزا غلام احمد نے اپنے دونوں بیٹوں کی تربیت ایسے زہریلے انداز سے کی کہ اس کی موت کے بعد اس کے دونوں بیٹے اس سے زیادہ انگریز کے وفادار اور مسلمانوں کے لئے جفادار ثابت ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے باپ کے ناپاک مشن کو خوب چلایا۔ اس بات کی گواہی مرزا قادیانی سے سنئے۔

"پھر جب میرا باپ فوت ہو گیا۔ تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا۔ جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسے ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا۔ پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں اس کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی" (نور الحق حصہ اول ص ۲۸ مصنفہ مرزا قادیانی)

اور شیطان کی قیادت میں آج تک تیری ناپاک ذریت تیرے ناپاک نقش قدم پر چل رہی ہے۔ (ناقل)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کا سپاہی

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا

ARFI JEWELLERS
عارفی جیولرز
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY PH 6645236
ممتاز زیورات — منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

پکا خیر خواہ ہے' میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار انگریزی میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی "تاریخ رئیسان پنجاب" میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکاری انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیے تھے' پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کی گزرگاہ پر غداریوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔" (کتاب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا غلام قادر کی موت پر انگریزی حکومت کا تمغہ خدمت

مرزا قادیانی کے باپ کے جہنم رسید ہونے پر پنجاب کے فنانشل کمشنر نے مرزا قادیانی کے بڑے بھائی مرزا غلام احمد کے پاس ۲۹ رجون ۱۸۷۶ء کو جو مراسلہ بھیجا اس میں تعزیتی کلمات کے بعد لکھا گیا مضمون پیش خدمت ہے۔

"Ghulam Murtaza who was a great well wisher and faithfulchoof of gobernment. In consideration of your family serbises, I will esteem yoy with the same respect as that on your loyal father. I will keep in mind the erstoration welfare of your family when a fabourable qpmnity ocasl

ترجمہ۔ "مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریز کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا' آپ کے خاندان کی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم آپ کی بھی اسی طرح عزت کریں گے' جس طرح تمہارے وفادار باپ کی کی جاتی تھی۔ ہم کو اچھے موقع نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابحالی کا خیال رہے گا۔" (المرقوم ۱۸۷۶ء کتاب البریہ مصنفہ مرزا قادیانی)

خوب عہد نبھا رہے ہو۔ آج بھی اس کے پڑپوتے مرزا طاہر کو لندن میں سینے سے لگائے بیٹھے ہو۔ دنیا کی یہ دو اسلام دشمن قومیں اس عہد کو کیوں نہ نبھائیں' دونوں ایک دوسرے کی ضرورت ہیں' دونوں کے مقاصد ایک ہیں اور دونوں کی منزل ایک ہے!

غدار نامہ یا اعمال نامہ

قادیانیوں کی نئی نسل سے میں دست بستہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر خالی الذہن ہو کر دربار فرنگی سے مرزا قادیانی کے باپ مرزا غلام مرتضیٰ اور بھائی مرزا غلام قادر کے نام جاری ہونے والے ان خطوط کو پڑھیں' جن کے ہر ہر لفظ سے غداری کی بدبو اٹھتی ہے اور جن کی ہر ہر سطر سے ضمیر فروشی و وطن فروشی کا تعفن پیدا ہوتا ہے اور پھر اس خاندان سے انگریز کو اپنی انگریزی نبوت چلانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں جھوٹا نبی ملتا ہے جو ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے عقیدہ ختم نبوت پر حملہ آور ہوتا ہے اور ہندوستان کے غلام مسلمانوں کی مزید غلامی کی قعر ذلت میں گرانے کے لئے جہاد کے حرام ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ قادیانی نوجوان! ان خطوط کو پڑھ کر فکر کے اعتکاف میں بیٹھ کر سوچنا کہ تم کس قبیلے کے ساتھ وابستہ ہو؟ تمہاری آخرت کس کے ساتھ وابستہ ہے؟ خدا نے آنکھیں دی ہیں دیکھو' خدا نے دماغ دیا ہے۔ پرکھو' سوچو' کیونکہ آمد عزرائیل کے بعد ہر سوچ لاحاصل ہوگی!

"مرزا صاحب مشفق مہربان دوستان مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب رئیس قادیان' بعد شوق ملاقات واضح ہو کہ پچاس گھوڑے مع سواران زیر افسری مرزا غلام قادر برائے امداد سرکاری و سرکوبی مفسدان مرسلہ آں مشفق ملاحظہ سے گزرے۔ ہم اس ضروری امداد کا شکریہ ادا کر کے وعدہ کرتے ہیں کہ سرکار انگریزی آپ کی اس وفاداری اور جاں نثاری کو ہرگز فراموش نہ کرے گی۔ آں مشفق اس مراسلہ کو بمراد اظہار خدمات سرکار اپنے پاس رکھیں۔ تاکہ آئندہ افسران انگریزی کو آپ کے خاندان کی خدمات کا لحاظ رہے۔

فقط (الراقم مسٹر جیمس سبٹ صاحب) بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور

دستخط بحروف انگریزی ۵۷ء مقام گورداسپور

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد مرتضیٰ صاحب حضرت صاحب کے والد ماجد تھے۔ جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے غدر کے موقع پر اپنی گرہ سے پچاس گھوڑے اور ان کا سارا ساز و سامان مہیا کر کے اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں سے تیار کر کے سرکار کی امداد کے لئے پیش کئے تھے۔

از پیش گاہ (مسٹر جیمس سبٹ (صاحب بہادر) ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور

دستخط بحروف انگریزی (مہر دفتر ڈپٹی کمشنر گورداسپور)

عزیز القدر مرزا غلام قادر ولد مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بمقابلہ باغیان ناعاقبت اندیش ۵۷ء آں عزیز القدر نے بمقام میرتھل اور ترموں گھاٹ جو شجاعت اور وفاداری سرکار انگریز کی طرف سے ہو کر ظاہر کی ہے۔ اس سے ہم اور افسران ملٹری بدل خوش ہیں۔ ضلع گورداسپور کے رئیسوں میں سے اس موقعہ پر آپ کے خاندان نے سب سے بڑھ کر وفاداری ظاہر کی ہے' آپ کے خاندان کی وفاداری کا سرکار انگریزی کے افسران کو ہمیشہ مشکوری کے ساتھ خیال رہے گا۔ یہ جلدوے اس وفاداری کے ہم اپنی طرف سے آں عزیز القدر کو یہ سند بطور خوشنودی مزاج عطا فرماتے ہیں۔

المرقوم یکم اگست ۱۸۵۷ء

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مرزا غلام قادر صاحب حضرت مسیح موعود کے حقیقی بھائی تھے جو حضرت صاحب سے چند سال بڑے تھے اور ۱۸۸۳ء میں فوت ہوئے۔

دستخط بحروف انگریزی جنرل نکلسن بہادر

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا قادر خلف مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان۔

"چونکہ آپ نے اور آپ کے خاندان نے بمقابلہ باغیان بد اندیش و مفسدان بدخواہ سرکاری انگریزی غدر ۱۸۵۷ء میں بمقام ترموں گھاٹ و میرتھل وغیرہ نہایت دلدہی اور جاں نثاری سے مدد دی ہے۔ اور اپنے آپ کو سرکار انگریزی کا پورا وفادار ثابت کیا ہے اور اپنے طور پر پچاس سوار معہ گھوڑوں کے بھی سرکار کی مدد اور مفسدوں کی سرکوبی کے واسطے امداد دی ہیں۔ اس واسطے حضور ایں جناب کی طرف سے بنظر آپ کی وفاداری اور بہادری کے پروانہ ہذا سنداً آپ کو دے کر لکھا جاتا ہے کہ اس کو اپنے پاس رکھو۔ سرکار انگریزی اور اس کے افسران کو ہمیشہ آپ کی خدمات اور ان حقوق اور جاں نثاری پر جو آپ نے سرکار انگریزی کے واسطے ظاہر کئے ہیں۔ احسن طور پر توجہ اور خیال رہے گا۔ اور ہم بھی بعد سرکوبی و انتشار مفسدان آپ کے خاندان کی بہتری کے واسطے کوشش کریں گے اور ہم نے مسٹر سبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو بھی آپ کی خدمات کی طرف توجہ دلادی ہے۔

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند و از آنجا کہ ہنگامہ مفسد ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مددہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب نگہداشت و بہم رسانی اسپان بخوبی منصہ ظہور پہنچی۔ اور شروع مفسدے سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے۔ اور باعث خوشنودی سرکار ہوا۔ لہٰذا تعلق اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مع دو صد روپیہ سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے۔ اور حسب منشا چھٹی صاحب کمشنر بہادر نمبر ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

مرقومی تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

نقل مراسلہ

فنانشل کمشنر پنجاب مشفق مہربان

دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ

مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظہ

عریضہ شما مشتمل بریاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور ایں جانب درآمد۔ ماخوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جاں نثار وفا کیش ثابت قدم ماندہ رید و حقوق شما در اصل قابل قدر اند۔ بہر نہج تسلی و تشفی دارید۔ سرکاری انگریزی حقوق و خدمات خاندان شما ہرگز فراموش نخواہد کرد۔ بموقعہ مناسب

بر حقوق و خدمات تمار غور و توجہ کرو خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار سرکاری انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔

تحریر الرقم ۲۰ جون ۱۸۵۹ء

مقام لاہور، انار کلی

نقل مراسلہ

رابرٹ کسٹ صاحب بہادر، کمشنر لاہور

فرنگی کے اقتدار کو استحکام دینے کے لئے اپنا تن من دھن وقف کرنے والے ننگ دین و ننگ وطن مرزا غلام مرتضیٰ!

دسترخوان انگریز کی جھوٹی ہڈیاں چوسنے والے ضمیر فروش مرزا غلام مرتضیٰ!

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے سپاہیوں کے قاتل مرزا غلام قادر کے مجرم باپ مرزا غلام مرتضیٰ!

بناسپتی نبی مرزا قادیانی کے منحوس والد مرزا غلام مرتضیٰ

فخر ابلیس "امام تلبیس" مرزا بشیر الدین کے دادا مرزا غلام مرتضیٰ!

کذاب زمان مرزا ناصر اور دجال عصر مرزا طاہر کے پڑدادا مرزا غلام مرتضیٰ! اگر ہوائیں میری آواز تیری قبر کی مٹی کو چیر کر تیرے کانوں تک پہنچادیں تو غدار دین و ملت اس لے جس فرنگ کی حکومت کو دوام بخشنے کے لئے تو نے اپنی دنیا و آخرت برباد کی۔ وطن کے بیٹوں کے سرفروشوں سے وہ ہندوستان سے بوریا بستر باندھ کر کب کا جاچکا ہے اور ہندوستان آزاد ہوچکا ہے۔ تیرے مدعی نبوت بیٹے مرزا قادیانی نے جس قوم کے دل سے حب رسول اللہ ﷺ اور جذبہ جہاد نوچنے کی کوشش کی تھی۔ اس قوم کے فرزندوں نے عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر اور جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر پاکستان میں قادیانی امت کو کافر قرار دے دیا ہے۔ انگریز نے قلب مسلم میں جھوٹی نبوت کا زقوم کا جو درخت لگانے کی جو ناپاک جسارت کی تھی' آج وہ درخت مسلمانوں نے جڑ سمیت اکھیڑ کر انگریز کی گود میں پھینک دیا ہے۔ وہ قرآن جس کے کروڑوں نسخے انگریز نے جلائے اور تیرے بیٹے مرزا قادیانی نے جس قرآن میں تحریف و تبدیل کے طوفان اٹھائے' آج وہی قرآن برطانیہ کی فضاؤں میں گونج رہا ہے اور وہاں تحفظ ختم نبوت کے لئے عظیم الشان کانفرنسیں منعقد ہو رہی ہیں۔ اور ہاں یہ بھی سن لے کہ وقت نے ثابت کردیا ہے کہ مرزا قادیانی کی جعلی نبوت کی سب سے زیادہ نحوست خود برطانیہ پر پڑی ہے۔ وہ برطانیہ جس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ اس کی سلطنت کئی ملکوں میں بٹ گئی۔ آج برطانیہ بالکل سمٹ گیا ہے اور مزید سمٹتا جارہا ہے۔ اقتصادی اور معاشی مسائل نے اسے اپنے طاقتور جبڑوں میں کس رکھا ہے۔ اور یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے برطانیہ کے دونوں کانوں کے ساتھ منہ لگا کر وقت پوری آواز سے کہہ رہا ہے۔

اسلام کا پرچم نہ جھکا ہے نہ جھکے گا

پھونکوں سے یہ فانوس بجھا ہے نہ بجھے گا

بقیہ: توہین رسالت کا قانون

جائزہ لیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ دفعہ ۲۹۵ سی کی مخالفت کے عنوان سے وہ کچھ اور کر رہے ہیں۔ ابھی ہم اس کا ذکر نہیں کرتے۔

آخری بات

آخری بات یہ ہے کہ توہین رسالت کے انسداد کے قانون کو لوگ...... اپنے مخالفین کے خلاف ناجائز طور پر استعمال کر سکتے ہیں! اگر یہ خدشہ تو ہر قانون کے متعلق پیدا ہو سکتا ہے تو کیا پھر تمام قوانین سے سزائیں حذف کرنے کا مطالبہ قرین عقل و انصاف ہو گا! قطعاً" نہیں" ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مذاہب کے زعماء اپنے متبعین کو اپنے اپنے مذہب پر کاربند ہونے اور دوسروں کی دلجوئی اور احترام باہمی نیز ملکی قوانین پامال کرنے سے باز رہنے کی تلقین کریں اور مذہب دشمن لادین عناصر اور غیر ملکی ایجنسیوں کی سازشیں ناکام بنادیں۔ ●●

مدیر معاون ماہنامہ "بینات" و رکن مجلس ادارت ہفت روزہ "ختم نبوت" مولانا سعید احمد جلال پوری کے والد محترم انتقال فرما گئے ہیں۔ تفصیل آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ممتاز کالم نگار

محمد علی صدیقی
مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

جمیل الدین عالی اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی

اس وقت میرے سامنے روزنامہ جنگ میں مضمون لکھنے والے ایک کالم نگار جناب جمیل الدین عالی کا مضمون بعنوان علم والا علمی اقلیت و اکثریت کے علم سے موجود ہے جو روزنامہ جنگ راولپنڈی میں ۱۳ اپریل بروز بدھ کو شائع ہوا جناب عالی نے مختلف امور پر رائے لکھی جناب عالی کافی عرصہ سے روزنامہ جنگ میں اپنی رائے اور دل کی بھڑاس نکالتے رہتے ہیں اس مضمون میں بھی عالی صاحب نے مختلف امور پر اپنی رائے زنی کی اور تین سائنس دانوں کے عمر درازی کی دعا بھی کی اور اپنی رائے سے بھی قارئین کو نوازا ان میں سے ایک تو جناب سلیم الزماں صدیقی ہیں۔ (جو انتقال کر گئے ہیں) مضمون کے شائع ہونے کے وقت زندہ تھے۔ دوسرے جناب ڈاکٹر اے کیو خان کا تذکرہ کیا اور تیسرے جس سائنس دان کا جب تذکرہ کیا اور اس انداز سے کیا کہ ہر پڑھنے والے کے ذہن میں ضرور ایک سوچ پیدا ہوئی کہ عالی صاحب نے یہ کیا کیا تیسرا جس کا تذکرہ وہ ڈاکٹر عبدالسلام ہیں جو پاکستان میں سائنس داں کے منصب پر براجمان رہ چکے ہیں ان کا تعلق ایک ایسی جماعت سے ہے جو جماعت نبی کریم ﷺ کی باغی ہے اور جہاں وہ نبی کریم ﷺ کی باغی ہے وہاں اس ملک عزیز کی بھی وفادار نہیں اور وہ ان کے کردار سے واضح ہے اور کسی پر ڈھکا چھپا نہیں جناب عالی نے صاحب جو الفاظ ڈاکٹر کے بارے میں لکھے ہیں وہ قارئین کے سامنے حرف بحرف نقل کرتا ہوں اور پھر ڈاکٹر عبدالسلام کی ایک تحریر نقل کرتا ہوں اور فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں کہ کیا عالی صاحب یہ بات مناسب لگتی ہے۔ تو قارئین ملاحظہ فرمائیں عالی صاحب لکھتے ہیں ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی (انہیں سلامت رکھے اٹھانوے برس کے ہو گئے ہیں [illegible] ہیں) ڈاکٹر اے کیو خان اللہ انہیں بہت دن صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے وہ پاکستان کی آن بان شان ہیں مگر اب تک اکیلے رہیں گے..... ڈاکٹر عبدالسلام اللہ انہیں صحت دے سخت بیمار کہے جاتے ہیں اختلاف مذہب کے سبب یہاں آنے بھی نہیں دیئے جاتے اور اب وہ ہمارے کسی عملی شعبے میں کسی بھی کام کے نہیں رہے لیجئے قارئین یہ ہے وہ الفاظ جو عالی صاحب نے تین سائنس دانوں کے بارے میں لکھے میری بحث فقط ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں ہے جو عالی صاحب نے لکھے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ سے ان کی صحت کے لئے دعا کرنا یہ جانتے ہوئے بھی کہ کہ ڈاکٹر عبدالسلام مسلمانوں کے مذہب سے تعلق نہیں رکھتا اور مرزا غلام قادیانی جو مسلمانوں کا غدار ہے اس کو اپنا امام و نبی مانتا ہے حالانکہ کسی غیر مسلم کے لئے صحت کی دعا کرنا ایک مسلمان کو اخلاقی طور پر بھی زیب نہیں دیتا پھر یہ جائے کہ ایک ایسے شخص کے لئے دعا صحت کی جائے جو غدار اسلام اور غدار ملک کو نبی ماننے والا ہو اور اس پر طرہ یہ عالی صاحب نے بس نہیں کیا آگے لکھتے ہیں کہ اختلاف مذہب کے سبب یہاں آنے بھی نہیں دیئے جاتے لیجئے قارئین عالی صاحب لکھتے ہیں اختلاف مذہب کے سبب یہاں ملک پاکستان میں آنے بھی نہیں دیئے جاتے..... آنے نہیں دیئے جاتے یا خود آنے سے انکاری ہے۔ قارئین ڈاکٹر عبدالسلام کو آنے سے کسی نے نہیں روکا حقیقت یہ ہے کہ خود ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان آنے سے انکار کر دیا تھا جناب عالی صاحب اور قارئین آپ کو یاد ہو گا سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے دور حکومت میں بھٹو مرحوم نے ایک سائنس کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا تو بھٹو مرحوم نے دعوت نامہ ڈاکٹر عبدالسلام کو لندن روانہ کیا اس لئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام احتجاجاً لندن چلے گئے تھے جانے کی وجہ یہ تھی کہ ۱۹۷۴ء میں جو بھٹو مرحوم کا دور حکومت تھا اس میں قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی اور غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے اس غصہ میں ڈاکٹر عبدالسلام ملک چھوڑ کر لندن جا بیٹھے اور جب مرحوم بھٹو نے سائنس کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی اس دعوت کو ڈاکٹر عبدالسلام نے نہ صرف مسترد کیا بلکہ انتہائی توہین آمیز رویہ اختیار کرتے ہوئے واپسی جواب اسی دعوت نامہ پر لکھ کر وزیر اعظم سیکرٹریٹ روانہ کر دیا کہ میں اس لعنتی ملک میں قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں ترمیم واپس نہ لی جائے..... لیجئے قارئین آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو آنے نہیں دیا جاتا یا وہ خود آنے سے انکاری ہیں اندازہ لگایئے وہ خود آنے سے انکاری ہے اور جناب عالی صاحب کیسے الزام دے رہے ہیں کہ ان کو آنے نہیں دیا جاتا اس پر میں عالی صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اتنی بڑی جھوٹی بات لکھتے ہوئے آپ کا جگر کیوں نہیں پھٹ گیا اور آپ کے ہاتھ میں لرزش کیوں نہیں ہوئی جناب عالی صاحب اگر آپ کو مرزا غلام قادیانی کے عقائد کے بارے میں علم نہیں تو چند ایک حوالہ نوٹ فرمائیں۔ مرزا قادیانی اپنی کتاب آئینہ کمالات ۵۶۴ مندرجہ روحانی خزائن ص ۵۶۴ ج ۵ پر اللہ رب العزت کے بارے میں لکھتا ہے میں (مرزا) نے خواب میں دیکھا میں خود خدا ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔ تو ہاں عالی صاحب مرزا کی کتاب کا ایک حوالہ آپ نے ملاحظہ فرمایا اور یہ بھی یاد رہے مرزا نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا ہے اور نبی کا خواب اس کی امت کے لئے ایک وحی حقیقت کا درجہ رکھتا ہے جو اس کی امت پر ماننا ضروری ہے اور قادیانی امت کے لئے اس کا ماننا ضروری ہے۔ اب جناب عالی صاحب آپ اپنے خیال سے آگاہ کریں کہ آپ کا نظریہ کیا ہے یہ تو ایک حوالہ ہے اللہ رب العزت کے بارے میں اب ایک اور حوالہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا ملعون نبی کریم ﷺ جو خاتم الانبیاء ہیں رحمت العالمین ہیں ان کے ذات اقدس خدا تعالیٰ کے بعد بے مثل بے مثال ہے اور کوئی نبی بھی نبی کریم ﷺ کا ہم سر نہیں ایسی پاکیزہ ذات کے بارے میں مرزا قادیانی کیا گوہر افشانی کرتے ہیں ملاحظہ ہو کشتی نوح مصنف مرزا قادیانی ۵۶ مندرجہ روحانی خزائن [illegible] ج ۱۹ میں مرزا لکھتا ہے۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر تاریکی ہے۔ یہی قارئین کرام اور عالی صاحب اندازہ کریں مرزا ملعون کی خباثت کہ اپنے آپ کو خدا کی راہوں میں سے آخری راہ اور خدا کے نوروں میں سے آخری نور قرار دے رہا ہے اور جو اس کو نہیں مانتا اس کو بدقسمت لکھتا ہے اور اس کے بعد لکھتا ہے کہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔ حالانکہ یہ خاصیت نبی کریم ﷺ کی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور مرزا اپنے آپ کو آخری نبی ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے جناب والا اگر آپ کو معلوم نہیں تو اپنی معلومات میں اضافہ کریں کہ قرآن مجید میں تقریباً ایک سو آیات قرآنی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آخری نبی ہونے کی صراحت فرمائی اور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دو سو سے زائد احادیث موجود ہیں جس میں واضح طور پر آپ نے فرمایا ہے آخری نبی میں ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا نبوت اور رسالت نبی کریم ﷺ پر ختم ہو چکی ہے جب کہ قرآن مجید اور احادیث رسول اور اجماع امت ہوتے ہوئے مرزا قادیانی نے انگریز کو خوش کرنے کے لئے اپنی جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچایا اور امت مسلمہ میں اپنی جھوٹی نبوت کا پرچار کرنے کی سعی کی جس کے نتیجے میں اسلام

باقی صفحہ ۲۶ پر

دار العلوم بری انگلینڈ کا تعارف

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ "جناب رسول اکرم ﷺ کو (وحی کا باقاعدہ آغاز ہونے سے پہلے) سچی خوابیں نظر آتی تھیں کہ ان کی تعبیر صبح صادق کی طرح ظاہر ہو وقوع میں آجاتی تھی اس کے بعد آنحضرت ﷺ غار حرا میں خلوت گزیں ہوئے یہاں تک کہ کئی کئی راتیں عبادت الٰہی میں گزار دیتے اور مکان پر تشریف نہ لاتے کیونکہ ان ایام کا کھانا اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔ آپ ﷺ کئی ماہ تک اس طرح خلوت میں مشغول رہے یہاں تک کہ اس غار حرا میں وحی کا نزول ہوا۔ (بخاری ۲ ج ۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ اس غار میں پورے ایک ایک مہینہ تک تشریف رکھتے تھے آپ ﷺ کے جد امجد حضرت ابراہیم بھی ایک عرصہ تک جلوت میں رہے۔" وقال انی ذاھب الی ربی سیھدین (سورہ مریم ۴۹) میں اسی خلوت ہی کی طرف اشارہ ہے۔

نیز حضرت مریم کی پرورش بھی خلوت ہی میں ہوئی قرآن کہتا ہے "کلما دخل علیھا زکریا المحراب" یہ محراب ان کا خلوت خانہ تھا۔

حضرت موسیٰ بھی اللہ رب العزت کی ہم کلامی سے پہلے چالیس روز خلوت میں رہے اس طرح حضرت سلمان و داؤد کا بھی ایک عرصہ تک خلوت میں رہنا منقول ہے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون شخص بہتر ہے؟ فرمایا "وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مال و جان سے جہاد کرے" انہوں نے پوچھا کہ اس کے بعد کونسا شخص بہتر ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا "پہاڑ کی گھاٹیوں میں یکسو ہو کر بیٹھ جانے والا تاکہ خدا کی عبادت میں لگا رہے۔ (متفق علیہ۔ ریاض الصالحین ۲۲۵ بخاری ۱۰۔۶۵۔۶۶ مسلم ۱۸۸۸)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ زمانہ جلد آنے والا ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بہترین مال بکریاں ہوں گی کہ ان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جائے اور فتنوں سے محفوظ اور سالم رہتے ہوئے آبادی سے دور بھاگ جائے۔ (مشکوٰۃ)

اس قدر تفصیل کا مقصد ایک مخصوص فکر اور نظریے کی تردید ہے کہ جس کے پیرو مطلقاً "خلوت اور گوشہ نشینی کو" رہبانیت" قرار دیتے ہوئے "لا رہبانیۃ فی الاسلام" اس کے رد کی کوششوں میں اپنی صلاحیتیں اور توانائیاں ضائع کرتے رہتے ہیں۔

خود علامہ محی الدین نووی ریاض الصالحین میں لکھتے ہیں کہ زمانہ کے فساد کے وقت اور فتنہ یا حرام یا شبہات میں پڑ جانے کے اندیشے سے گوشہ نشینی اختیار کرنا مستحب ہے۔ (ریاض الصالحین ۲۲۵ باب استحباب العزلۃ عند فساد الزمان.....الخ)

اس مدت گوشہ نشینی کی کم از کم حد اطباء روحانی نے ۴۰ چالیس روز مقرر کی ہے۔ اس لئے کہ اس عدد کو تغیر احوال (یعنی حالات کے بدلنے) میں خاصا دخل ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ (یاایھا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقنکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم من مضغۃ الخ۔ (پ ۱۷ سورۃ الحج ع ۱) کی تفسیر صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں "سچ بولنے والا اور سچے سمجھے والے اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا مادہ ۴۰ روز تک رحم میں جمع رہتا ہے پھر چالیس دن کے بعد علقہ یعنی منجمد خون بن جاتا ہے پھر ۴۰ ہی دن میں وہ مضغہ یعنی

جبار کارپٹس
ڈیلرز
قائد آباد کارپٹ ● مون لائٹ ● بلال کارپٹ ●
یونائیٹڈ کارپٹ ● ڈیکورا کارپٹ ● اولمپیا کارپٹ
مساجد کیلئے خاص رعائت
سہ۔ این آر ایونیو نزد چوہدری پوسٹ آفس بلاک سجی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون: 6646888 6646655

گوشت بن جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے..... الخ"
(قرطبی، بخاری ۴۶۹ کتاب الانبیاء باب خلق آدم)

اس مضمون کو حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے "واذ وعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ..... الخ" کی تفسیر کرتے ہوئے بہت عمدہ انداز میں بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

رہا یہ امر کہ چالیس کا عدد کیوں خاص کیا گیا سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اعداد کے مختلف مرتبے ہیں آحاد (اکائیاں)، عشرات (دہائیاں)، مات (سینکڑے)، الوف (ہزار) جن میں دس کا عدد فی حد ذاتہ اور فی نفسہ کامل ہے اور مکمل ہے جیسا کہ حق جل شانہ کا ارشاد ہے "تلک عشرۃ کاملۃ" (یہ دس کامل ہیں) پس جس چیز کی خاص طور پر تکمیل مقصود ہوتی ہے تو اس عدد یعنی دس کو چار گنا کر لیا جاتا ہے چنانچہ حضرت آدمؑ کا خمیر چالیس دن تک کیا گیا اور حدیث میں ہے کہ بطن مادر میں چالیس روز تک نطفہ رہتا ہے پھر چالیس روز تک علقہ (خون بستہ) پھر چالیس روز تک مضغہ (یعنی پارہ گوشت) اس کے بعد روح پھونکی جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس عدد کو عروج اور ترقی سے کوئی خاص مناسبت ہے پس جس طرح جسمانی عروج اور ترقی کے لئے چالیس کا عدد منتخب ہوا اسی طرح حق جل شانہ نے اپنی اس قدیم سنت کے مطابق حضرت موسیٰ کے باطنی اور روحانی عروج و ترقی کے لئے چالیس کا عدد خاص فرمایا "سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا"۔

وروی عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ قال من اخلص للہ اربعین یوما ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ رواہ رزین العبدری (الترغیب و الترہیب ۲۵ ج ۱)

بینی اندر خود علوم اولیاء
بے کتاب و بے معید و اوستا

اسی طرح نبوت و رسالت پیغمبری اور بعثت کے لئے چالیس کا عدد خاص کیا گیا علاوہ ازیں اصل عمر انسان کی چالیس سال ہے اس کے بعد انحطاط اور زوال ہے جیسا کہ حتیٰ بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ (سورۃ احقاف) سے معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے حضرات اہل اللہ حشرنا اللہ تعالیٰ فی زمرتہم وامانا علی حبہم و سرہم "آمین" نے مجاہدہ اور ریاضت خلوت اور عزلت کے لئے چلہ تجویز فرمایا۔ حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔

شنیدم رہروے در سرزمینے
ہمی گفت ایں معمّا با قرینے
کہ اے صوفی شراب آنگہ شود صاف
کہ در شیشہ بماند اربعینے

چالیس کے عدد کی وجہ انتخاب جانے کے بعد اب یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس مدت "خلوت گوشہ نشینی" میں کسی اللہ والے کی صحبت اور اس کی اقتداء بہت ضروری ہے ورنہ اس کی مثال اس بیمار کی سی ہوگی جو بلا کسی ڈاکٹر اور طبیب سے مشورے کے محض کتاب میں علاج کا نسخہ پڑھ کر اسے استعمال کرنا شروع کر دے کہ ایسا شخص یقیناً" ہلاکت کی غار میں گرے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ" یعنی "اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو (پ ۶ المائدہ ع ۶)

اور جناب رسول ﷺ فرماتے ہیں "ان اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم" یعنی "میرے صحابہ ﷺ ستاروں کی مثل ہیں جس کی بھی تم پیروی کرو گے راستہ پاؤ گے" (مشکوٰۃ ۵۵۴)

امام غزالی نے احیاء العلوم میں جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ "ان الشیخ فی جماعتہ کالنبی فی امتہ" "شیخ اپنی جماعت میں ایسا ہے جیسا نبی امت میں"
مؤلف امداد السلوک ۳۶ پر حدیث بالا کے تحت لکھتے ہیں۔

"اس کا مطلب یہی ہے کہ شیخ کامل نائب بن کر نبوت کی خدمت انجام دیتا اور اپنی جماعت کو راہ حق دکھاتا اور گمراہی سے ڈراتا رہتا ہے اور اس طرح پر انبیاء کے مثل لوگوں کی نجات کا وسیلہ بنتا ہے"

اچھوں اور بروں کی صحبت کی اہمیت آج ہی پیدا نہیں ہوئی بلکہ یہ روز ازل سے ہی اقوام عالم کے مابین مسلم رہی ہے۔ فاران کی چوٹی سے اسلام کی کرنیں پھوٹنے سے قبل زمانہ جاہلیت کا مشہور شاعر طرفہ بن عبد کہتا ہے۔

عن المرء لا تسأل وابصر قرینہ
فان القرین بالمقارن مقتدی
اذا کنت فی قوم فصاحب خیارھم
ولا تصحب الاردی فتردی مع الردی

فارسی کے کسی شاعر نے اسی مفہوم کو تھوڑے مختلف پیرائے میں یوں بیان کیا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

اور

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

شاعر مشرق علامہ اقبال نے "ع خراب کر گئی شاہیں بچے کو صحبت زاغ" کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

ارشاد نبوی ہے یعنی تنہائی بری صحبت سے بہتر ہے۔ اور اچھی صحبت تنہائی سے بہتر ہے"

ایک اور موقع پر فرمایا یعنی "اچھے اور برے ہمنشین کی مثال اور عطر فروش اور بھٹی دھکنے والے کی سی ہے۔ پس عطر فروش (سے اگر تو دوستی کرے) تو وہ یا تو تجھے (عطر) تحفہ کے طور پر دے گا یا وہ عطر خرید لے گا (ورنہ کم از کم) تو اس سے اچھی خوشبو (تو) پائے گا (ہی) اور رہا بھٹی دھکنے والا تو (اگر تو نے اس کے ساتھ نشست برخاست رکھی تو) یا تو وہ تیرے کپڑے (ہی) جلا دے گا (ورنہ کم از کم) تجھے اس سے بدبو تو پہنچے گی (ہی)

(عزاہ صاحب المشکوۃ فی باب حفظ اللسان الی البیہقی فی شعب الایمان واخرہ الحاکم فی المستدرک (۲۲۳/۴) کتاب معرفۃ الحاب)

(زاد الطالبین ۲۷ ریاض الصالحین نبی رائی ۸۳۰ ج ۲ کتاب الذبائح باب المسک، مسلم ۲۶۲۸)

اگر صرف دنیاوی میں اس مصاحبت اور موانست کا اعتبار ہوتا تب بھی اس کی اہمیت سے صرف نظر ممکن تھا۔ لیکن حدیث میں تو یہ بھی ملتا ہے کہ "انت مع من احببت" اور "المرء مع من احب" یعنی "آخرت میں آدمی کا حشر اسی شخص کے ساتھ ہوگا جس سے وہ دنیا میں محبت کرے" (متفق علیہ) نیز فرمایا "الرجل علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل" "یعنی آدمی اپنے دوست کا ہم مذہب ہوتا ہے مطلب یہ کہ قلبی تعلق اسی کے ساتھ پیدا ہوتا ہے جس کے ساتھ نظریات میں آدمی متفق ہو) لہٰذا انسان کو چاہئے کہ دھیان کرے کہ کس سے وہ دوستی کر رہا ہے۔

شاید مصاحبت اور مجالست کے اثرات کے دور رس اور دیرپا ہونے کی وجہ سے ہی آپ ﷺ کو حکم ہوا تھا "واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ ولا تعد عینک عنہم" (سورۃ الکہف ۱۵ آیت ۲۸)

نیز امت مسلم کو حکم ہوا "یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین" (سورۃ التوبہ ۱۱) "یعنی اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو" اور صادقین کے ساتھ رہو" ایک دوسری جگہ اس کی اہمیت کی طرف یوں بھی توجہ دلائی کہ "ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون" اسی طرح برے لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے بھی منع فرمایا یعنی "جب تم سنو کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا کفر کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ایسا فعل کرنے والوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کسی دوسری بات میں لگ نہ جائیں" ایک اور جگہ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ "فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین" (سورہ انعام آیت ۶۸ ع ۷) یعنی یہ یاد آنے کے بعد کہ (ان ظالموں کے ساتھ بیٹھنے سے روک دیا گیا ہے) آپ ان کے ہمراہ نہ بیٹھئے بلکہ اس مجلس سے اٹھ کر چلے جایئے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب معارف القرآن ۸۵/۴ ج ۴ میں یہ آیت "یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین" کے تحت لکھتے ہیں کہ "اس آیت میں اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ صفت تقویٰ حاصل ہونے کا طریقہ صالحین و صادقین کی صحبت اور عمل میں ان کی موافقت ہے"

اہل اللہ کی مصاحبت کا فائدہ کتنا ہے نیز اس کی قدر و قیمت کا اندازہ اس بات سے آسانی سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک نجس جانور "کتے" کو اس بنا پر اصحاب کہف جیسی رفیع المرتبت اولیاء کے ساتھ قرآن عظیم میں ذکر کئے جانے کا شرف حاصل ہوا ہے کہ اس نے ان اللہ والوں کی ہم نشینی

نہ چھوڑی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وتکلیم بالصلاۃ ذرایہ بالوصیہ"

۱ بخاری فی کتاب الادب عن مسعودؓ۔ مسلم فی کتاب البرو الصلۃ عن ابن مسعودؓ والی موسیٰ الاشعریؓ۔

۲ ریاض الصالحین ۷۵۸ ابو داؤد ۳۸۳۳ ترمذی ۹ ۔ ۲۳

یہاں ایک بات یاد رکھنے کی ہے وہ یہ کہ آج جہاں دیگر شعبہ ہائے زندگی میں نمبر ۲ مال کی کثرت ہے اس طرح بدقسمتی سے بار لوگوں نے اس پاکیزہ اور مقدس راستہ میں بھی بھیڑ کے روپ میں بھیڑئے گھسا دیئے ہیں بعض ایسے لوگ بھی مشیخیت کی اس مقدس مسند پر براجمان ہونے کی کوششوں میں مصروف ہیں جنہیں اس راہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں حتیٰ کہ انہیں احکام شریعت کی اتنی مقدار کا بھی علم نہیں جس کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے اور جسے حدیث پاک میں "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" (مشکوٰۃ کتاب العلم عن انسؓ) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تنقد والے ہمیشہ ایسے ناصحیوں سے خبردار کرتے چلے آئے ہیں

مصنف امداد السلوک ۴۲ پر لکھتے ہیں "لازم ہے کہ شیخ کامل کی تلاش میں پوری کوشش کرے اور خوب جانچے کہ یہ شیخ شیخ بنانے کے لائق ہے یا نہیں کیونکہ بہیترے طالب اس راستہ میں بدوضوں کا اتباع کرکے ہلاک ہو چکے ہیں۔ بلکہ سچ پوچھو تو اس راستہ میں اکثر بربادی صرف اسی کی بدولت آتی ہے کہ شیخ کامل کی تلاش پوری نہیں کرتے"

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا حضرت تھانوی کی التکشف ۱۳۶ کے حوالے سے لکھتے ہیں "مرض باطنی کے علاج کے لئے ایسے مخلص و مرشد کی حاجت ہے جو خود بھی متقی اور صالح ہو متبع اور فاسق نہ ہو اور دوسروں کی بھی تکمیل کر سکے۔ کسی کامل کی خدمت میں ایک مدت تک مستفید ہوا ہو۔ اہل علم و اہل فہم اس کو اچھا سمجھتے ہوں۔ اور اس کی طرف رجوع کرتے ہوں اس کی صحبت سے محبت الٰہی کی زیادتی اور حب دنیا کی کمی قلب میں محسوس ہوتی ہو۔ اس کے پاس رہنے والوں کی حالت روز بروز درست ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہو۔ یہ شخص اس قابل ہے کہ اس کو شیخ بنائے اور اس کو اکسیر اعظم سمجھے"

شریعت و طریقت کا تلازم ۴۔ ۱۵۳)

"شریعت و طریقت" ۴۲ پر مولانا اشرف علی تھانوی سے چند مزید شرائط بھی منقول ہیں مثلاً ۱۔ علم شریعت سے بقدر ضرورت واقف ہو خواہ تحصیل سے یا صحبت علمی سے۔

۲۔ کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو

۳۔ تارک دنیا، راغب آخرت ہو ظاہری و باطنی طاعت پر مداومت رکھتا ہو

۴۔ تعلیم و تلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہو اور ان کی کوئی بری بات سنے یا دیکھے تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو

۵۔ بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم اور دین دار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں

۶۔ خود بھی ذاکر و شاغل ہو

باقی آئندہ شمارہ میں

بقیہ: جمیل الدین عالی

مسلمہ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا دعویٰ دیوانہ وار کیا اور کئی ایک نے اپنی جان تک ناموس رسالت پر قربان کر دی جس کی مثال تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء جس میں دس ہزار اور ایک روایت کے چودہ ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا اور یوں یہ تحریک ۱۹۷۴ء میں کامیاب ہوئی اور ملک پاکستان کی قومی اسمبلی نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور اس وقت جناب ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان کے شعبہ سائنس کے انچارج تھے جہاں آج ڈاکٹر عبدالقدیر خان موجود ہیں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت ہوتے ہی ڈاکٹر عبدالسلام ملک چھوڑ کر اپنے آقاؤں کے پاس روانہ ہو گئے آخر کیوں علاوہ آج بھی ان کا اکثر مسکن لندن ہوتا آخر کیوں؟ آخر میں جناب عالی صاحب اگر آپ کو ڈاکٹر عبدالسلام سے اتنی محبت ہے تو معاف کیجئے کیا آپ خود ڈاکٹر عبدالسلام کے پاس چلے جایئے اور اس ملک عزیز جس کو انتھک قربانیوں سے حاصل کیا اس کو اپنے محبوب ڈاکٹر مرزا قادیانی کے ماننے والے نبی کریم ﷺ کے غدار انگریز کے وفادار سے اس ملک پاکستان کو پاک ہی رہنے دیں اور آنجناب کی بہت مہربانی ہوگی۔

خالص اور سفید
صاف و شفاف
شکر
(چینی)
باوانی شوگر ملز لمیٹڈ
کراچی
پتہ
حبیب اسکوائر ــــ ایم اے جناح روڈ [بندر روڈ] کراچی

INTERNATIONAL CONSPIRACY OF QADIANI DOMINATION IN PAKISTAN

Is Govt. of Pakistan a party to this plan?

An Analysis in introspection

* USA is exercising pressure on Pakistan to withdraw legal and constitutional measures relating to Qadianis.

* Mirza Tahir Ahmed, head of Qadianis, invited the Indian High Commissioner to a Qadiani congregation in London and, in his presence, engineered slogans of "Long Live Bharat."

* Doctor Abdus Salam, Qadiani Scientist, has announced to hold an International Science Convention in Pakistan to undermine Pakistan's peaceful Atomic Energy project.

* Despite the declaration made by Pakistan Govt., that it would include a column of religion in Identity Cards, it stopped enforcement of its decision.

* Four Qadianis have been inducted as Ambassadors in important countries including Japan.

* Under cover of the proposed annulment of the Eight Amendment to Pakistan Constitution, secular lobbies have sprung into action to do away with the Presidential Ordinance, called the Anti-Islamic Activities of Qadianis (Prohibitions and Punishments) Ordinance of 1984.

* Qadianis have spread a net of International telecasts through dish antennae to misguide simple Musalmans.

IN VIEW OF THE ABOVE FACTS
WHAT IS YOUR RESPONSIBILITY?

Seriously think over and do your soul-searching but before arriving at a decision do measure up the blood-shot sacrifices of those inviolable men of honour who underwent toil and tribulations for a century to uphold the cause of final Prophethood for the benefit of Muslim Ummah.

BEWARE, May not shame and disgrace permeate through us on Doomsday Course before the haloed audience of Janab Khatmul Mursaleen Muhammad-ur-Rasool Allah (Sall Allaho alaihe wasallam). KMS.

GOD FORBID *GOD FORBID* *GOD FORBID*

FROM: Central Body Majlis-e-Amal, Tahaffuz-e-Khatme Nubuwwat, Pakistan,
Huzoori Bagh Road, Multan: Phone: 40978.

K.M. SALIM
RAWALPINDI

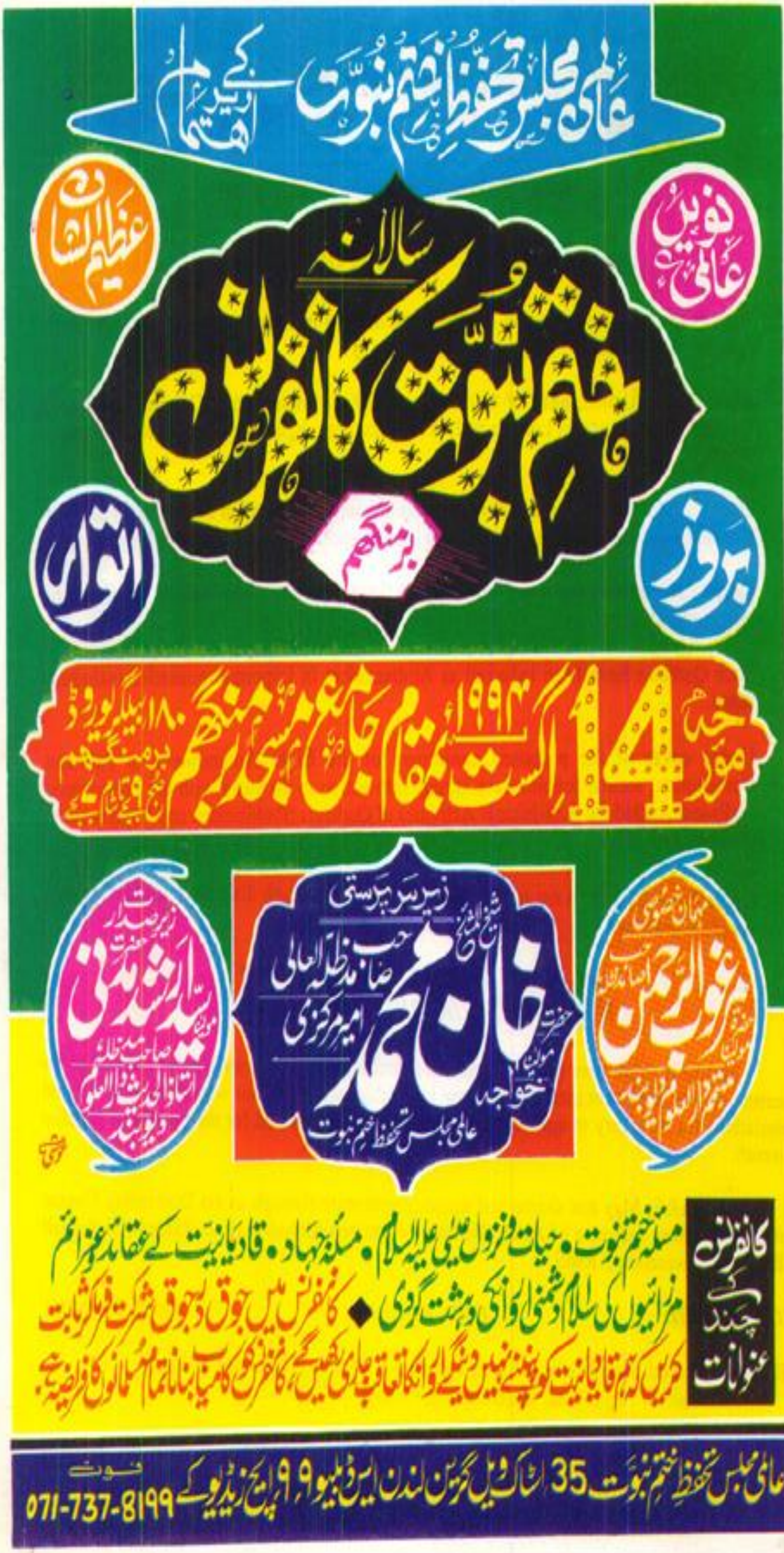

KHAT ME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160